ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد21 | جمعۃ المبارک23 مئی 2014ء | 24 رجب 1435 ہجری قمری ❁ 23 ہجرت 1393 ہجری شمسی | شمارہ21

امام کے لئے دعا

حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:۔
’’تمہارے بہترین امام وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں‘‘۔
(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب خیار الائمۃ حدیث نمبر 3447)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ممبران شوریٰ (پاکستان) 2014ء کے نام پیغام

میں یہ ذمہ داری نمائندگان شوریٰ پر ڈالتا ہوں کہ میرا یہ پیغام ہر عہدیدار تک پہنچا دیں کہ ہم نے عملی اصلاح کی طرف قدم اٹھانا ہے

آپ نے دعاؤں اور استغفار کے ذریعہ سے اپنے آپ کو اس مقام تک پہنچانا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی خاص نظر ہم پر پڑے

اگر نمائندگان شوریٰ اور ہر سطح کے عہدیداران اس پر عمل کرلیں تو میرے اندازے کے مطابق 70 فیصد گھروں میں mta بہتر رنگ میں سنا جائے اور خلیفہ وقت سے پہلے سے بڑھ کر تعلق قائم ہوجائے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پاکستان کی مجلسِ شوریٰ 2014ء کے موقع پر ممبران شوریٰ کے نام زرّیں نصائح پر مشتمل ایک نہایت اہم پیغام عطا فرمایا۔ حضورانور کا یہ پیغام اس دعا کے ساتھ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور پُرنور کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پیارے ممبران شوریٰ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج آپ لوگ اپنی اپنی جماعتوں کی نمائندگی میں مرکز سلسلہ ربوہ میں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ جماعت کی تربیت و بہتری کے لئے سر جوڑ کر بیٹھیں اور اپنی آراء اور مشوروں کے بعد خلیفہ وقت کو مشورہ دیں پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو جماعتوں نے آپ پر ڈالی ہے۔ افراد جماعت نے آپ پر اعتماد کرتے ہوئے ایک ایسے اہم ادارے کے لئے آپ کو منتخب کر کے بھیجا ہے جو نظام جماعت میں نظام خلافت کے بعد ایک بہت اہم ادارہ ہے اس لئے ہر نمائندہ کو اس نمائندگی کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ خلیفہ وقت تک جب آپ کی آراء تمام غور وخوض کے بعد پہنچتی ہیں تو وہ عموماً من وعن انہیں اس لئے قبول کرلیتا ہے کہ شوریٰ نے جو سفارشات کی ہیں وہ اس سوچ اور عہد کے ساتھ ہیں کہ ممبران شوریٰ اور عہدیداران ان پر عمل کرنے اور کروانے کی کوشش کریں گے۔ میری بھی آپ سے ہمیشہ یہی توقع رہی ہے۔ اور اسی لئے میں آپ کی تجاویز منظور کرتے ہوئے عموماً نوٹ بھی لکھتا ہوں اس دعا کے ساتھ کہ خدا تعالیٰ اس کی آپ کو توفیق دے۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض تجاویز جو تربیتی امور سے تعلق رکھتی ہیں بار بار جماعتوں کی طرف سے پیش ہونے کے لئے آتی ہیں یا متعلقہ نظارتوں کی طرف سے ان پر فکر کا اظہار کرتے ہوئے شوریٰ میں پیش کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔ اس سال بھی ایک تجویز نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے ایک تربیتی امر کے بارہ میں اس درخواست کے ساتھ پیش کرنے کی سفارش کی گئی کہ گو گزشتہ سال بھی یہ تجویز پیش ہوئی تھی لیکن اس پر خاطر خواہ عمل نظر نہیں آیا اس لئے اس سال دوبارہ پیش کی جائے۔ خلاصہ تجویز کا یہ ہے کہ خلیفہ وقت کے خطبات اور دوسرے پروگرام جو MTA پر آتے ہیں ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ افراد جماعت کو جوڑا جائے۔ میں نے اس کی اجازت تو دے دی لیکن اس نوٹ کے ساتھ کہ اگر وقتی بحث اور عارضی شرمندگی کا اظہار کر کے بھول جانا ہے تو فائدہ نہیں۔ اگر اس پر عمل کروانا ہے تو نمائندگان شوریٰ اور عہدیداران شوریٰ میں اس تجویز پر عمل نہ کرنے اور عمل نہ کروانے پر جواب دہی کا کوئی طریق بھی وضع کریں۔ نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے یہ لکھنا پڑا۔ اگر نمائندگان شوریٰ اور ہر سطح کے جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداران اس پر عمل کرلیں تو میرے اندازے کے مطابق 70 فیصد گھروں میں MTA کو بہتر رنگ میں سنا جائے اور خلیفہ وقت سے پہلے سے بڑھ کر تعلق قائم ہوجائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان میں افراد جماعت کی خاصی تعداد MTA سے منسلک ہے جس کا مجھے ان کے خطوں سے پتہ چل جاتا ہے۔ لیکن ابھی بھی بہت گنجائش موجود ہے بلکہ بعض جگہ عہدیداران اتنے Particular نہیں ہیں۔ وہ اتنی توجہ نہیں دیتے اور اس کا اتنا اہتمام نہیں کرتے جتنا عام احمدی کرتا ہے۔ ایسے عہدیدار کیا نمونہ بنیں گے؟ خاص طور پر شہروں میں جہاں انٹرنیٹ وغیرہ کی سہولتیں ہیں، کہہ دیتے ہیں ہم نے انٹرنیٹ پر خبر کے رنگ میں سن لیا یا خلاصہ پڑھ لیا۔ یا فلاں دوست نے اس کا ذکر کیا تھا کہ بڑا اچھا پروگرام ہے۔ بہت سی باتیں جو جماعت کی دنیا میں ترقی کے بارہ میں کی جاتی ہیں جو احمدیوں کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث بنتی ہیں، اگر عہدیداران کے علم میں بھی تفصیلاً ہوں تو افراد جماعت کے حوصلے بڑھانے میں عہدیداران کے کام آئیں گی۔ لیکن اگر عہدیداران ہی عدم دلچسپی کا اظہار کر رہے ہوں تو افراد جماعت کو کس طرح تلقین کریں گے کہ فلاں پروگرام میں فلاں بات تھی آپ لوگ بھی سنیں۔ پس عہدیداران بھی اپنے رویوں کو بدلیں۔

یاد رکھیں اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور حضرت مسیح موعود کے واضح ارشادات کی روشنی میں خلافت سے تعلق کے نتیجہ میں ہی ایمانی اور عملی ترقی ہوگی۔ چاہے کوئی کتنا ہی بڑا عالم یا مدبر یا بظاہر کسی روحانی مقام پر پہنچا ہوا ہو، اگر خلیفہ وقت سے تعلق کا وہ معیار نہیں جو ہونا چاہئے تو جماعتی ترقی یا کسی کی روحانی ترقی میں اس کے اس مقام کا رتی برابر اثر نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس بات کو اس کی گہرائی میں جا کر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے گزشتہ دنوں عملی اصلاح کی بہتری کے تعلق میں خطبات دئے تھے عہدیداران سب سے پہلے اس کے مخاطب ہیں۔ شوریٰ میں تو تمام عہدیداران موجود نہیں ہوتے۔ میں یہ ذمہ داری تمام نمائندگان شوریٰ پر ڈالتا ہوں کہ میرا یہ پیغام ہر عہدیدار تک پہنچا دیں اور خود بھی اس پر عمل کریں کہ ہم نے عملی اصلاح کی طرف ایک خاص جذبے اور شوق سے پہلے سے بڑھ کر قدم اٹھانا ہے اور افراد جماعت کے لئے نمونہ بننا ہے۔ عہدیداران کے یہ نمونے خود بخود افراد جماعت کو اس طرف متوجہ کریں گے کہ وہ اپنی عملی اصلاح پر توجہ دیں۔ آپ نے دعاؤں اور استغفار اور تسبیح وتحمید کے ذریعہ سے اپنے آپ کو اس مقام تک پہنچانا ہے جہاں خدا تعالیٰ کی رحمت کی خاص نظر ہم پر پڑے جو جہاں ہماری روحانی حالتوں کو اس مقام پر لے جائے جہاں ہم اللہ تعالیٰ کے بے انتہا پیار سے حصہ لینے والے ہوں، وہاں خدمات دینیہ کے مقام محمود بھی حاصل کرنے والے ہوں۔ اپنے عہدوں اور اپنی امانتوں کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ اپنی ذاتی اناؤں کو ختم کر کے خالصتاً لِلّٰہ اپنی خدمات سرانجام دینے والے ہوں۔ انصاف کو قائم رکھنے والے ہوں اور افراد جماعت کا دکھ درد محسوس کرنے والے ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب ہر سطح اور ہر تنظیم کا ہر عہدیدار اس مقصد کے لئے بھرپور کوشش کرے گا تو جماعت کے عمومی تربیتی معیار بھی بلند سے بلند تر ہوتے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق کے معیار بھی بلند ہوتے چلے جائیں گے۔ مخالفین جماعت کے منصوبے بھی ناکام ونامراد ہوتے چلے جائیں گے اور پاکستان میں جماعت کی پریشانی اور انتہائی تکلیف کے جو حالات ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے دیکھتے ہوئے جماعت کی ترقی کے نئے رخ اختیار کرتے چلے جائیں گے۔ ہر صبح اور ہر شام جو مجھے آپ کی طرف سے اس لئے پریشان کرتی ہے کہ دشمن کے منصوبے کسی احمدی کو تکلیف پہنچانے میں کامیاب نہ ہوجائیں۔ میری اور آپ کی دعائیں مل کر دشمن کے منصوبوں کی خاک اڑانے والی بن جائیں گی۔

پس آئیں اور عہد کریں کہ ہم نے صرف الفاظ سے نہیں بلکہ عمل سے اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی یہ پُرشوکت آواز سنوائے کہ...... یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی مدد یقیناً قریب ہے۔ لیکن پھر کہوں گا کہ اس کے حصول کے لئے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف عہدیداروں بلکہ ہر احمدی کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ اس کی سوچ اور اس کے عمل کے دھارے اس رخ پر اپنی تمام تر قوت کے ساتھ بہنا شروع ہوجائیں اور ہماری دعائیں اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے عرش کے پائے لرزا دینے والی بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہو۔ آپ کو اپنے عہدوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میری آپ کے لئے فکروں کو دُور فرمائے اور شوریٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

خلفاء کی منجانب اللہ تقرری اور برکات خلافت پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے اقتباسات

خلفاء دلائل اور آدمیوں کے انتخاب سے نہیں خدا کی تائید اور نصرت سے بنتے ہیں

جماعت میں اتفاق اور وحدت کی ضرورت ہے جو خلیفہ کی فرمانبرداری پر موقوف ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے جانشین حضرت الحاج حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف مواقع پر خلافت احمدیہ کے بارہ میں ذرّیں ارشادات سے نوازا۔ ان میں سے بعض اقتباسات قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں محض اپنے فضل سے اس حبل اللہ کو تھامے رکھنے اور اس سے فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خدا کی تائید سے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

’’میں نے پہلے بتلایا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں، آدمیوں کے انتخاب سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنیں گے۔(خطبات نور ص12)

خدا کی قدرت نمائی

ان (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے جانشین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے۔ آپ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے نہ تھے۔ پھر کیونکر ثابت ہوا کہ خلیفہ حق ہیں۔ اسامہ کے پاس بیس ہزار لشکر تھا اس کو بھی حکم دے دیا کہ شام کو چلے جاؤ۔ اگر اسامہ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ بیس ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواح عرب میں ارتداد کا شور اٹھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام ونشان نہ رہا تھا۔ سب کچھ ہوا پر خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا کہ رافضی بھی گواہی دے اٹھا کہ اسداللہ الغالب کو...... ساتھ ہونا پڑا۔ کیسا خوف پیدا ہوا کہ عرب مرتد ہوگئے مگر سب خوف جاتا رہا۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ جب لوگ مامور ہو کر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہے اس کے ہاتھ کا تھامنا یہ دکھلا دیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔

(خطبات نور ص10)

خدا کے ہاتھ میں ہے

خلیفہ کا تقرر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہونا ہی قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے...... خدا تعالیٰ کا وعدہ آپ ہی منتخب کرنے کا ہے۔ کون منتخب ہوتا ہے (-) (الانعام:125) جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوتا ہے اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے لئے سزاوار اس وقت ہرگز نہیں ہوتا۔(خطبات نور ص72)

دست قدرت

یہ خدا ہی کا دست قدرت ہوتا ہے جو کہ ایک نبی کا قائمقام کسی کو بناتا ہے۔ ان پر مشکلات آتی ہیں مگر خدا بدلہ دیتا ہے۔ ان لوگوں میں تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ دونوں کمالات ہوتے ہیں۔ خدا کی کاملہ صفات کے یہ لوگ گرویدہ ہوتے ہیں اور مخلوق کی بے ثباتی اور لاشے ہونا ان کو بتلاتا ہے کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہے۔ اگر مزکی ہونا انسان کی اپنی طاقت کا کام ہوتا تو عقلمند اور مادی علوم کے محقق اعلیٰ درجہ کے پارسا ہوتے مگر اسی قسم کے لوگ گمراہ خبث ہو کر خدا سے دور چلے جاتے ہیں۔ اس لئے مزکی ہونے کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی آدمی جس میں کشش اور جذب کی طاقت ہو آوے۔

(خطبات نور ص175-176)

یہ خدا کا کام ہے

یہاں کے بعض رہنے والے باہر کے آنے والوں کے کانوں میں باتیں بھرتے ہیں کہ ہماری جماعت میں اختلاف ہے۔ کوئی موجود خلیفہ کے بعد کسی کو تجویز کرتا ہے اور کوئی کسی کو۔ ان بے حیاؤں کو شرم نہیں آتی کہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ان کو کیا خبر ہے کون خلیفہ ہوگا؟ ممکن ہے کہ ہمارے بعد بہتر خلیفہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی کیسی کیسی تائید کرے جب تم اس قدر بے علم ہو تو ایسی ایسی باتیں کیوں کیا کرتے ہو۔ کیا تمہارا انتخاب کردہ منتخب ہوگا؟ کیا موجودہ خلیفہ تمہارے انتخاب سے خلیفہ ہوا ہے۔ یہ کام تمہارا نہیں۔ خدا کا کام خدا کے سپرد کرو...... میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم کو اس کا وبال نہ بھگتنا پڑے۔ تم میں ایک امام ہے اس کا نام نورالدین ہے کیا تم اس کی حیاتی کے ذمہ دار ہو پیش از مرگ واویلا کرتے ہو۔ اگر تم حیادار ہو تو ایسی باتیں کبھی نہ کرو...... میرے اور میاں صاحب کے درمیان کوئی نقار نہیں جو ایسا کہتا ہے وہ بھی منافق ہے وہ میرے بڑے فرمانبردار ہیں۔ انہوں نے مجھ کو فرمانبرداری کا بہتر سے بہتر نمونہ دکھایا ہے۔ وہ میرے سامنے اونچی آواز بھی نہیں نکال سکتے۔ انہوں نے فرمانبرداری میں کمال کیا ہے۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی مخالفت نہیں۔

میں نے امام بننے کی کبھی خواہش تک نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو گردنوں سے پکڑ کر میرے آگے جھکا دیا۔ دیر کی بات ہے میں نے رویا دیکھی تھی کہ میں کرشن بن گیا۔ اس کا نتیجہ اس وقت میری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

(خطبات نور ص622)

خلیفہ کی فرمانبرداری

حضرت صاحب کے زمانے میں میں نے چودہ سو کارڈ چھپوائے تھے کہ چودہ سو آدمیوں کی جماعت ہو کر ہم حضرت صاحب سے بیعت کریں گے اور اس فضل سے حصہ لیں گے جو جماعت سے مختص ہے۔ خدا نے خلوص نیت کو نوازا اور چودہ سو سے کئی لاکھ اس جماعت کو بنا دیا۔ اب ضرورت ہے اس جماعت میں اتفاق اتحاد اور وحدت کی اور وہ موقوف ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر۔

(خطبات نور ص418,417)

خدا نے مجھے قوت دی

خلیفہ بن کر مجھ پر بہت بڑا بوجھ پڑا ہے اگر خدا تعالیٰ ہی کا فضل نہ ہوتا اور اس کی غریب نوازی میری دستگیری نہ کرتی تو میں اس بوجھ کو اٹھانے کے قابل نہ تھا۔ مگر اس نے اپنے فضل سے مجھے قوت دی۔ جس کا ایک بیٹا بیمار ہو اس کی حالت کا اندازہ مشکل ہوتا ہے پھر جس کے لاکھوں بیٹے ہوں اور مختلف حاجتوں اور بوجھوں سے ان کی حالت اس کے لئے درد کا باعث ہو۔ اندازہ بھی نہیں ہوسکتا کہ اسے کس قدر تکلیف ہوسکتی ہے۔ مگر اللہ ہی کا فضل ہے جو میں دل کے باغ میں رہتا ہوں۔ پس اس قسم کی ہمدردی کا احساس کرنے والا دل پہلو میں رکھنے والا انسان دنیا کو خدا کے فضل کے بدوں میسر نہیں آتا۔(خطبات نور ص479,478)

خدا نے جھکا دیا

جماعت کے بعض لوگ دعا کرانے کی درخواست میں بھی شرک کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ کوئی تمہارا کارساز نہیں۔ میں علم غیب نہیں جانتا۔ نہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میرے اندر فرشتہ بولتا ہے۔ اللہ ہی تمہارا معبود ہے اسی کے تم ہم سب محتاج ہیں کیا مخفی اور کیا ظاہر رنگ میں۔ اس کی طاقت بہت وسیع ہے اور اس کا تصرف بہت بڑا ہے وہ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے اسکا ایک نظارہ اس امر میں دیکھو تم بھی مرزا کے مرید ہو اور میں مرزا کا مرید ہوں مگر اس نے تمہیں پکڑ کر میرے آگے جھکا دیا ہے۔ اس میں نہ میری خواہش تھی اور نہ مجھ پر کسی انسان کا احسان ہے میرے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی اور نہ یہ تمہاری کوششوں کا نتیجہ ہے۔ دیکھو میں بیمار ہوا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کے بچنے کی امید نہیں۔ مگر میں زندہ بولتا موجود ہوں۔ خدا ہی کا علم کامل ہے اس کا تصرف کامل ہے اسی کے آگے سجدہ کرو اسی سے دعا مانگو۔

(خطبات نور ص506)

ارادہ الٰہی

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہماری حکومت کو یہ لوگ طوعاً اور کرہاً مانتے ہیں۔ پس جب خدا کی حکومت کا یہ حال ہے تو پھر جب انبیاء علیہم السلام کی حکومت ہوتی ہے اس وقت لوگوں کو اور بھی اعتراضات سوجھتے ہیں اور کہتے ہیں...... (الزخرف:32) کہ وحی کا مستحق فلاں رئیس یا عالم تھا اس سے ظاہر ہے کہ لوگ رسول کی بعثت کے لئے خود بھی کچھ صفات اور اسباب تجویز کرتے ہیں جس سے ارادہ الٰہی بالکل لگا نہیں کھاتا۔ علیٰ ہذا القیاس جب رسول کے خلیفہ کی حکومت ہو تب تو ان کو مضائقہ پر مضائقہ اور کراہت پر کراہت ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... (الزخرف:33) کہ کیا یہ لوگ الٰہی فضل کو خود تقسیم کرتے ہیں؟ حالانکہ دیکھتے ہیں کہ وجہ معاش میں ہم نے ان کو خود مختار نہیں رکھا اور خود ہم نے اس کی تقسیم کی ہے پس جب ان کو علم ہے کہ خدا کے ارادہ سے سب کچھ ہوتا ہے تو پھر انبیاء اور ان کے خلفاء کا انتخاب بھی اس کے ارادہ سے ہونا چاہئے...... یہ اسی کا فعل ہے کہ امام بناوے، خلیفہ بناوے تمہاری سمجھ وہاں کام نہیں آسکتی۔ رموز سلطنت خویش خسرواں دانند۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ہمارے کہنے سے مامور کردے اور اس کے اخلاق ردی ثابت ہوں ظالم خودغرض کینہ پرور نکل آوے تو دیکھو کس قدر مشکل پڑے۔ اسی لئے لوگوں کو انجمنوں اور سماجوں میں اپنے منتخب کردہ پریذیڈنٹوں کو منسوخ کرنا پڑتا ہے یا وہ لوگ خود الگ ہوجاتے ہیں۔(خطبات نور ص170)

سچا وعدہ

اس زمانے ہی کو دیکھو کہ لیستخلفنھم کا وعدہ کیا سچا اور صحیح ثابت ہوا۔ اس کا رحم اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے۔ مگر انسان کو بھی لازم ہے کہ خود بھی قدم اٹھاوے۔ یہ بھی ایک سنت اللہ چلی آتی ہے کہ خلفاء پر مطاعن ہوتے ہیں۔ آدم پر مطاعن کرنے والی خبیث روح کی اذیت بھی اب تک موجود ہے۔ صحابہ کرام پر مطاعن کرنے والے روافض اب بھی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو تمکنت دیتا ہے اور خوف کو امن سے بدل دیتا ہے۔(خطبات نور ص24,23)

خدا نے مجھے مقرر کیا ہے

خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہوجاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے عجائبات قدرت بہت عجیب ہیں اور اس کی نظر بہت وسیع ہے تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔(خطبات نور ص419)

جلد بازی سے کوئی فقرہ منہ سے نکالنا بہت آسان ہے مگر اس کا نگلنا بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفے کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں کیا معلوم کہ وہ (-)...... بڑھ کر آئے۔

(خطبات نور ص422)

عقل تجویز نہیں کرسکتی

چونکہ خلافت کا انتخاب عقل انسانی کا کام نہیں۔ عقل نہیں تجویز کرسکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں کس میں قوت انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے جناب الٰہی نے خود فیصلہ کردیا ہے کہ...... (نور:56) خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اب واقعات صحیحہ سے دیکھ لو کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے کہ نہیں؟ یہ تو صحیح بات ہے کہ وہ خلیفہ ہوئے اور ضرور ہوئے۔ شیعہ بھی مانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی بیعت آخر کرلی تھی۔ پھر میری سمجھ میں تو یہ بات آ نہیں سکتی اور نہ اللہ تعالیٰ کو قوی عزیز حکیم خدا ماننے والا کبھی وہم بھی کرسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر بندوں کا انتخاب غالب آگیا۔ منشاء الٰہی نہ تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوگئے۔(خطبات نور ص56)

خلیفہ خدا بناتا ہے

’’میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتا ہے۔ اس موقعہ کو دیکھ کر سمجھتا ہوں کہ خلافت کیسری دکان کا سوڈا واٹر نہیں (جو سہل الحصول ہو) تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مرجاؤں گا (-) تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کردے گا۔

تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا

بقیہ صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم-عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر299

مکرم الفخاض العربی صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم الفخاض العربی صاحب کے بیعت تک کے حالات کا تذکرہ کیا تھا۔اس قسط میں بعض مزید امور بیان کئے جائیں گے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ:

استخارہ اوراطمینانِ قلب

پروگرام الحوار المباشر کے شرکاء کا عیسائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ ادب کا طریق اورنہایت شستہ گفتگو دل موہ لینے والی تھی۔اس گفتگو میں ایک بار سنا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ایک بغدادی مولوی نے شدید دریدہ دہنی کے ساتھ اعتراضات کئے تھے اور بڑی گندی زبان میں آپ سے مخاطب ہوکر آپ کو قتل کرنے کی دھمکیاں دی تھیں، اور یہ کہ اس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب تحفہ بغداد تحریر فرمائی۔میں نے جب یہ کتاب پڑھی تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضور علیہ السلام نے اس کی بدزبانی کے باوجود نرمی، حسن ظنی، اور محبت سے مخاطب فرمایا اوراسے استخارہ کرنے کا مشورہ دیا۔یہ بات پڑھ کر میرے دل میں بھی استخارہ کرنے کی خواہش پیدا ہوگئی چنانچہ میں نے دو رکعت نمازِ تہجد ادا کر کے دعا کی کہ اے خدا یا مجھے مرزا غلام احمد قادیانی کے بارہ میں ایسا جواب دے جس میں کوئی ابہام نہ ہو، تاکہ میں اپنی بیعت کے فیصلہ میں بصیرت پر قائم ہوجاؤں۔

میں نے تین جمعہ تک یہ دعا جاری رکھی تا آنکہ مجھے ایسا جواب مل گیا جس نے شکوک کی جڑھ کاٹ کے رکھ دی اورحق کو دل کی گہرائیوں میں راسخ کردیا۔میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے عین جاگنے کی حالت میں تین مرتبہ بلند اورواضح آواز میں یہ آیت سنی: {يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ}۔یعنی وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

اس واضح اورغیر مبہم پیغام کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ میرا دل اطمینان ویقین سے بھر گیا اور اپنی بیعت پر مکمل انشراح صدر عطا ہوگیا۔

بیعت کے بعد تبدیلی

بیعت کے بعد میری زندگی یکسر بدل گئی۔خدا کے بھیجے ہوئے مزکّی اور اسکے خلیفہ کے ساتھ جڑ کر بفضلہٖ تعالیٰ تمام بری عادتوں سے چھٹکارا مل گیا، طہارتِ قلبی کی توفیق ملی اور خدا کے قرب کی جنتوں میں جینے کا احساس غالب آ گیا۔مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ خدا تعالیٰ کی خاص حفاظت اور اسکا لطف وکرم ہر آن میرے شامل حال ہے، اس کا منطقی نتیجہ یہ ہوا کہ میں ہر بات اور ہر ایک امر میں خدا تعالیٰ کی رضا ڈھونڈنے لگا۔

اہلیہ کی بیعت

میرے سسرال والے سادہ دیہاتی لوگ ہیں جو زمیندارہ کرتے اور مویشی پالتے ہیں۔ان کا علمی معیار اور دینی تعلیم تو نہ ہونے کے برابر ہے تاہم ایسے سلیم الفطرت لوگ ہیں جس پر حسن واحسان اثر کرتا ہے۔بفضلہٖ تعالیٰ میرے اندر پیدا ہونے والی تبدیلی نے میری اہلیہ کو بھی احمدیت کے قریب کردیا۔پہلے قبل ازیں اس کے ساتھ کسی قدر سخت برتاؤ کرتا تھا، لیکن قبولِ احمدیت کے بعد سختی کی جگہ نرمی اورحسنِ سلوک نے لے لی اورمیں اس کا پہلے سے بہت بڑھ کر خیال رکھنے لگا۔میرے بڑے بھائی کے پاس اسلامیات کی ڈگری ہے۔اس نے اور میری بھابھی نے میری اہلیہ کو بہتیرا کہا کہ تمہارے خاوند کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں رہا اس لئے تم اس کے پیچھے نہ جاؤ لیکن میری اہلیہ نے ان کی ایک نہ سنی اور بیعت کرلی۔

میری اہلیہ کی بیعت میں جہاں میرے رویّے اور حسن سلوک نے بڑا کردار ادا کیا وہاں میرے گھر میں آنے والے احمدیوں کے اخلاق اور نیکی تقویٰ کا بھی اس پر بہت گہرا اثر پڑا۔پھر میری اہلیہ کی بیعت کے بعد اسکی بہن نے بھی بیعت کرلی۔

رؤیائے صالحہ سے ازدیادِ ایمان

بیعت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رؤیائے صالحہ کا دروازہ کھول دیا۔ان میں سے ایک رؤیا ایسا ہے جسے یاد کرکے میں اب بھی لذت محسوس کرتا ہوں۔

عرب ممالک میں ہونے والے حالیہ فسادات سے قبل میں نے دیکھا کہ میں تیونس میں ایک بہت ہی عظیم الشان ہوٹل میں ہوں جہاں کسی کی شادی کی تقریب کے سلسلہ میں کھانے کی میزیں سجی ہوئی ہیں، موسیقی بج رہی ہے، رنگ برنگے برقی قمقمے جگہ جگہ روشنیاں بکھیر رہے ہیں اورقسما قسم کے کھانے ومشروبات نہایت سلیقے کے ساتھ میزوں کی زینت بنے ہوئے ہیں ایسے میں حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نمودار ہوتے ہیں، آپ سیدھے میری ٹیبل کے پاس تشریف لاتے ہیں اورنہایت محبت کے ساتھ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے وہاں سے لے جاتے ہیں۔اسی پر یہ رؤیا ختم ہوجاتا ہے۔

دراصل یہی میری زندگی کی حقیقت ہے۔میں دنیا کی چکا چوند کے پیچھے بھاگ رہا تھا اور احمدیت نے مجھے اس سے باہر نکال کر وصلِ خدا کا راستہ بتادیا۔

مخالفت

میری بیعت پر علاقے کے بعض مولوی حضرات نے تمسخرانہ انداز میں مجھے طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا۔اسی طرح اسلامیات میں ڈگری یافتہ میرا بڑا بھائی بھی مخالفت کرنے لگا۔ اس نے کہا تم نے احمدیت قبول کر کے مسلمانوں کی صفوں میں تفرقہ کا بیج بویا ہے۔میں نے کہا کہ تمہیں ہر فرقہ کے دوسرے فرقوں پر کفر کا فتاویٰ نظر نہیں آتے؟ کیا تمہیں سارے مسلمان متحد اور یکجان نظر آتے ہیں؟ ان تمام فرقوں میں صرف احمدیت ہی تو ہے جو تمام فرقوں، بلکہ تمام ادیان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کا کام کررہی ہے لیکن تعصب سے پُر تمہاری کوتاہ نظر اسے دیکھنے سے قاصر ہے۔

میری گزارشات کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور میرے بھائی اور بھابھی کا ابھی تک یہی نظریہ ہے کہ میرا دماغ چل گیا ہے اور میں گمراہ ہوگیا ہوں۔

حق وباطل کا فرق

اطمینان قلب اور انشراحِ صدر کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک اور رؤیا دکھایا۔ میں نے اس رؤیا میں دو ٹی وی دیکھے جن پر نظر آنے والے مناظر یکسر مختلف تھے۔ ایک پر ایم ٹی اے چل رہا تھا جس پر پروگرام ’’الحوار المباشر‘‘ جاری تھا اورشرکائے پروگرام اپنے منور چہروں کے ساتھ نہایت خوبصورت لگ رہے تھے۔ شرکائے پروگرام کے جواب واضح، اطمینان بخش اور نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔جبکہ دوسرے ٹی وی پر چلنے والے چینل کا کوئی نام نہیں تھا، اس کی سکرین بھی دھندلی تھی اوراس پر چلنے والے پروگرام میں ایک تھکا ہارا مولوی صوفے پر گرا ہوا تھا، اس کے چہرے پر سیاہی نمایاں تھی، وہ بولتا تھا تو اس کی آواز تو سنائی دیتی تھی لیکن اس کی بات سمجھ نہیں آتی تھی۔

دراصل یہی ایم ٹی اے اور دیگر چینلز کا فرق ہے اور یہی احمدیت اور دیگر فرقوں کا فرق ہے، بلکہ یہی فرق حق وباطل کا بھی ہے۔حق واضح اور روشن ہے جبکہ باطل مکدّر اور دھندلا بلکہ ظلمت کدہ ہوتا ہے۔

استجابتِ دعائے خلافت

میری ایک آنکھ تو مکمل طور پر اندھیروں میں ڈوب گئی تھی جبکہ دوسری آنکھ میں بھی بہت کم بینائی باقی تھی۔ میں نے بیعت سے ایک سال قبل یعنی 2007ء میں اس کا آپریشن کروایا تو وہ کامیاب نہ ہوسکا اور میں رہی سہی روشنی سے بھی محروم ہوگیا۔اندھیروں کے دکھوں کے ساتھ ساتھ مجھے الرجی اور کچھ اعصابی امراض بھی لاحق ہوگئیں جن کی وجہ سے بے چینی، بے صبری اورغم وحزن کی کیفیات سے دوچار ہونا پڑا۔ایسے میں ایم ٹی اے میرے درد کی دوا ثابت ہوا۔ایک روز میں نے ایم ٹی اے پر خلیفہ ٔ وقت کی استجابتِ دعا کے موضوع پر گفتگو سنی تو میرے اندھیروں میں بھی امید کی کرن پیدا ہوئی اور میں نے حضور انور کی خدمت میں خط لکھا کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے خاص فضل سے مجھے ان بیماریوں اورعوارض سے شفاء عطا فرمائے۔اس خط کا جواب ہمدردی اور شفا کاملہ وعاجلہ کی مؤثر دعاؤں سے عبارت تھا جو میرے زخموں پر مرہم کا کام کرنے والی تھیں۔

حضور انور کی دعاؤں سے مجھے حوصلہ ملا اور میں نے اپنی دوسری آنکھ کا آپریشن کروانے کا فیصلہ کیا۔یہ محض خدا کا فضل ہے کہ اس نے حضور انور کی استجابتِ دعا کا معجزہ یوں دکھایا کہ میرا آپریشن کامیاب رہا اور میری یہ آنکھ پہلی آنکھ سے بھی زیادہ روشن ہوگئی، حالانکہ قبل ازیں اس میں روشنی کی کوئی رمق نہ تھی۔یہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی میری الرجی بھی ختم ہوگئی، حالانکہ اس الرجی کا شمار مزمن امراض میں ہوتا ہے اوراکثر یہ عمر بھر ساتھ رہتی ہے۔مجھے کئی احباب نے پوچھا کہ الرجی کے لئے آپ نے کونسی دوا استعمال کی؟ میں نے سب کو ایک ہی جواب دیا کہ خلیفہ ٔ وقت کی دعا سے اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوا ہے جس نے مجھے سب بیماریوں سے نجات بخشی ہے۔فالحمدللہ۔

میری شفا بلاشبہ معجزانہ ہے۔اور یہ خلیفہ ٔ وقت کی استجابتِ دعا کا معجزہ ہے۔ اس کا احساس میرے علاوہ میرے دوستوں اور جاننے والوں کو بھی ہے۔میرے سلفی اور ملحد دوست تو یہ دیکھ کر جیسے سکتے میں آ گئے ہیں۔کل تک میں بعض کتب کے مطالعہ میں ان کی مدد لیتا تھا اوراب جب وہ دیکھتے ہیں کہ میں پہلے سے بھی زیادہ بہتر دیکھ سکتا ہوں تو حیرانی واستعجاب کی تصویر بن کے رہ جاتے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ میری یہ حالت دیکھ کر میرے دو دیگر دوستوں نے بھی مجھے کہا کہ ہمارے لئے بھی دعا کا خط لکھ دیں۔یہ دونوں دوست گزشتہ دس سال سے ڈگریاں لئے پھرتے تھے اور کوئی کام نہیں ملتا تھا۔چنانچہ میں نے ان کے لئے بھی حضور انور کی خدمت میں خط لکھا اور اب بفضلہٖ تعالیٰ ان دونوں کو نامساعد حالات کے باوجود بہت اچھا کام مل چکا ہے، خدا کے اس فضل وکرم نے انہیں جماعت کے مزید قریب کردیا ہے۔الحمدللہ۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا کی دعا

جب میں نے بیعت کی تو ہمارے علاقے میں اِکّا دُکّا احمدی تھے، چونکہ میں نے مسجد جانا چھوڑ دیا تھا اوراکیلا ہی نماز ادا کرتا تھا اس لئے اکثر اوقات تنہائی کا شکار ہوجاتا۔میرے بعض غیر متشدد دوست اور ہمسائے کہتے کہ کیا ہم کافر ہیں، تم ہمارے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ میں انہیں جواب دیتا کہ میں ازخود کسی کو کافر نہیں کہتا، تاہم جواس مبعوث سماوی کو نہیں مانتا جسے اللہ تعالیٰ نے آخری زمانے میں امام مہدی بنا کر بھیجا ہے میں اسکے پیچھے نماز ادا نہیں کرسکتا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے امام تم میں سے سب سے بہتر لوگ ہونے چاہئیں، اور وہ شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہونے والے امام کو نہیں مانتا اور آپؐ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اسکی بیعت نہیں کرتا وہ بہرحال سب سے بہتر شخص نہیں ہوسکتا۔

{حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارہ میں فرمایا ہے:

’’جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بدظنی کر کے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے ردّ کردیا ہے اوراس قدر نشانوں کی پرواہ نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں اس سے لاپرواہ پڑے ہیں، ان لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا۔اوراللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے ’اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ‘۔خدا صرف متقی لوگوں کی نماز قبول کرتا ہے۔اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود قبولیت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں‘‘۔ (الحکم جلد 5 پرچہ 10 صفحہ 8۔ تاریخ 17/مارچ 1901ء۔ملفوظات جلد 2 صفحہ 215)(ندیم)}

میں اس معاملہ میں دلی طور پر مطمئن تھا لیکن جمعہ اورعیدین کی نماز کے وقت جب گھر کے سب افراد چلے جاتے تو میں بہت تنہائی محسوس کرتا۔پھر ایک روز پروگرام الحوار المباشر میں کسی نے فون کر کے اسی قسم کے جذبات کا اظہار کیا تو اسے بتایا گیا کہ آپ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ کی دعا بکثرت کیا کریں۔یہ سنتے ہی میں نے نہایت تضرع اور درد کے ساتھ یہ دعا کرنی شروع کردی۔خدا تعالیٰ نے یہ دعا سن لی اور احمدیوں کی تعداد بڑھنی شروع ہوئی اور پھر میرے سارے ملال، ساری حسرتیں، اورتنہائیاں ختم ہوگئیں اور سارے ارمان پورے ہوگئے۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے امام الزمان کو پہچاننے اور اس پر ایمان لانے کی توفیق دی۔کاش کہ لوگوں کو حق کو پہچاننے والی آنکھ مل جائے اور وہ بھی خلافت سے جڑ کر اس عافیت کے حصار میں آجائیں۔

(باقی آئندہ)

اسلام کے اصولِ حکومت

(تحریر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

تیسری و آخری قسط

پھر اسلامی حکومت کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ دوسروں کے ملک پر طمع کی نظر نہ رکھے۔ چنانچہ فرمایا:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ لِنَفْتِنَھُمْ فِیْہِ۔ وَرِزْقُ رَبِّکَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی (طٰہٰ:132) یعنی اے مسلم تُو اپنی آنکھیں دنیاوی منافع کی طرف جو تمہارے سوا دوسری اقوام کو ہم نے دیئے ہیں اُٹھا اُٹھا کر نہ دیکھ اور تیرے رب نے جو تجھے دیا ہے وہی تیرے لئے اچھا ہے اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے۔ یعنی مرنے کے بعد بھی وہی کام آئے گا اور جو دوسری اقوام پر تعدّی کر کے مال لوگے تو وہ نفع نہیں دے گا اور نہ قائم رہے گا۔

گویا اسلام آج کل کی حکومتوں کے طریقِ عمل کے خلاف اس بات سے روکتا ہے کہ یونہی دوسرے ممالک پر حملہ کر کے ان کو اپنے قبضہ میں لیا جائے۔ ہاں اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اگر اسلامی حکومت پر حملے ہوں یا حملوں کا خطرہ ہو تو اس کا دفاع کیا جائے۔ (الحج ع6) نیز یہ حکم دیا گیا ہے کہ سرحدیں مضبوط رکھی جائیں (آل عمران: 201) پھر اگر کوئی قوم حملہ کرے اور دفاع کے وقت مغلوب ہو جائے تو موجودہ حکومتوں کی طرح یہ اجازت نہیں دی گئی کہ مفتوحین سے عدل نہ کیا جائے اور اُن کو معاف نہ کیا جائے بلکہ اسلامی حکومت کو یہی حکم ہے کہ وہ عدل سے کام لے چنانچہ فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ وَ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (المائدۃ:9) اے مومنو! اپنے تمام کاموں کو خدا کے لئے سرانجام دو۔ اور انصاف سے دنیا میں معاملہ کرو۔ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس امر پر نہ اُکسا دے کہ تم عدل کا معاملہ نہ کرو۔ تم بہرحال انصاف سے کام لو۔ یہ بات تقویٰ کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنی ڈھال بناؤ۔ اللہ تعالیٰ اس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے۔

پس اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ:

1۔ کسی ملک کو غصب کرنے کے لئے حملہ نہ کرو۔

2۔ اگر دفاعی جنگ کرنی پڑے تب بھی دشمن کے مغلوب ہونے پر انصاف سے کام لو۔

جنگی قیدیوں کے متعلق اسلام کے احکام

پھر یہ حکم ہے کہ اگر دفاعی جنگ کرنی پڑے تو جب تک خون ریزی جنگ نہ ہو کوئی قیدی نہ پکڑے جائیں۔ (سوۃ الانفال رکوع9) اور جب خون ریز جنگ ہو جائے اور جنگی قیدی پکڑ لئے جائیں تو ان کے متعلق حسبِ ذیل احکام دیئے گئے ہیں۔

1۔ یا تو ان قیدیوں کو احسان کر کے چھوڑ دیا جائے (سورۃ محمدؐ) اور یہ ایسے قیدیوں کے متعلق ہی ہوسکتا ہے جو اپنی غلطی کا اقرار کریں اور آئندہ جنگ میں شامل نہ ہونے کا معاہدہ کریں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک قیدی ابوعزہ نامی کو رہا کیا۔ یہ شخص جنگ بدر میں پکڑا گیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یہ عہد لے کر چھوڑ دیا تھا کہ وہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہیں ہوگا۔ مگر وہ جنگ اُحد میں مسلمانوں کے خلاف پھر لڑنے کے لئے نکلا اور آخر حمراء الاسد کی جنگ میں مارا گیا۔

2۔ اگر اسلامی حکومت کی مالی حالت ایسی نہ ہو کہ وہ احسان کر کے چھوڑ دے۔ تو پھر قیدی کو حق ہے کہ وہ فدیہ دے کر اپنے آپ کو چھڑا لے۔ لیکن اگر قیدی کو فدیہ کی طاقت نہ ہو تو پھر حکم ہے کہ اسلامی ملک کی زکوٰۃ میں سے اگر ممکن ہو تو اس کا فدیہ دے کر اس کو آزاد کر دیا جائے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو قیدی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ مکاتبت کرے یعنی حکومت سے یہ عہد کرے کہ وہ کمائی کر کے آہستہ آہستہ اپنا فدیہ دے دے گا اور اُسے آزاد کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ اس معاہدہ کے بعد فوراً آزاد ہو جائے گا اور قسط وار اپنا فدیہ ادا کر دے گا۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ پرانے زمانہ میں جنگیں افراد کرتے تھے۔ اور اپنے اخراجات جنگ وہ خود برداشت کرتے تھے۔ اس لئے ان کا بوجھ اتارنے کے لئے دوسری قوم سے تاوان نہیں لیا جاتا تھا بلکہ افراد پر حسب طاقت تاوان ڈالا جاتا تھا اب چونکہ قومی جنگ ہوتی ہے اور حکومت خرچ کی ذمہ وار ہوتی ہے۔ لازمًا اس نظام میں بھی موجودہ حالات کے لحاظ سے تبدیلی کرنی ہوگی۔ اور قیدی سے تاوان نہیں لیا جائے گا بلکہ حملہ آور قوم سے بحیثیت قوم تاوان لیا جائے گا۔

3۔ جب تک تاوان جنگ ادا نہ کرے۔ اس سے خدمت لی جا سکتی ہے لیکن کام لینے کی صورت میں مندرجہ ذیل احکام اسلام دیتا ہے۔

(ا) تم کسی قیدی سے اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔

(ب) جو کچھ خود کھاؤ وہی قیدی کو کھلاؤ اور جو کچھ خود پہنو وہی قیدی کو پہناؤ۔

(ج) کسی قیدی کو مارا پیٹا نہ جائے۔

(د) اگر کوئی شادی کے قابل ہو اور انہیں علم نہ ہو کہ کب تک وہ جنگی قیدی رہیں گے تو ان کی شادی کر دو۔

یہ اصول نہایت ہی عادلانہ اور اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ اس زمانہ میں حکومتیں متمدن سمجھی جاتی ہیں لیکن جنگی قیدیوں کے ساتھ اُن کا سلوک اسلامی تعلیم کے مقابلہ میں بہت ہی ناقص ہے۔ مثلاً اُن کے ہاں احسان سے چھوڑنا نہیں پایا جاتا۔ تاوان جنگ لینا مقدم سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح خوراک اور پوشاک کے معاملہ میں انہیں وہ کچھ کھلایا اور پہنایا نہیں جاتا جو خود آزاد لوگ کھاتے پیتے اور پہنتے ہیں۔ پھر جنگی قیدیوں کی شادی کرانا تو کجا ان کی اپنی بیویوں کو بھی پاس آنے نہیں دیتے۔ الغرض اسلام کے پیش کردہ قوانین باقی تمام قوانین پر فضیلت رکھتے ہیں۔

پھر اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر جنگ ہو تو بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں اور مذہبی خدمت پر مامور لوگوں کو کچھ نہ کہا جائے۔ اسی طرح مذہبی عبادت خانوں کی حفاظت کی جائے (مسلم۔ طحاوی۔ ابوداؤد) نیز یہ بھی کہا ہے کہ مذہبی امور میں پوری آزادی ہونی چاہئے۔ کسی پر جبر نہ کیا جائے۔

پھر بار بار قرآن کریم میں معاہدات کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے۔ آج کل کی حکومتیں معاہدات تو کر لیتی ہیں۔ لیکن خفیہ طور پر اُن کے ارادے کچھ اور ہوتے ہیں۔ لیکن اسلام یہ کہتا ہے کہ اگر معاہدہ ہو تو اس کی پابندی کرو۔ اور اگر خطرہ ہو کہ معاہدہ قوم شرارت کرے گی تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اچانک اس پر حملہ نہ کرو۔ بلکہ پہلے نوٹس دو کہ ہم معاہدہ ختم کرتے ہیں۔ کیونکہ تمہاری طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اس کا اعلان کرنے کے بعد اگر پھر بھی وہ باز نہ آئیں تو پھر بے شک جنگ کر سکتے ہو۔ یونہی نہیں۔ چنانچہ فرمایا:

وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَۃً فَانْبِذْ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَاءٍ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ (الانفال:59)

کہ اگر کسی معاہد قوم کی طرف سے یہ خطرہ ہو کہ وہ معاہدہ کی پروا کئے بغیر حملہ کر کے خیانت کی مرتکب ہوگی تو مساوات کا لحاظ رکھ کر اُن کے عہد کو انہی کی طرف واپس پھینک دو۔ بیشک اللہ تعالیٰ دغابازوں اور معاہدہ توڑنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر فرمایا کہ اگر کوئی قوم صلح کرنا چاہے تو صلح کر لینا۔ یہ نہیں کہ ان کا ضرور مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ فرماتا ہے:

اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا وَ تَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ (انفال:62) اے مسلم! اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف جھکو اور اللہ کی مدد اور اس کی حفاظت بھروسہ رکھو۔

پھر اسلامی حکومت کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ کسی قوم کو حقیر نہ سمجھا جائے جیسے آج کل کی متمدن کہلانے والی حکومتیں کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ فلاں کالے رنگ کے لوگ ہیں۔ اس لئے ان کے انسانیت کے کوئی حقوق نہیں اور ان کو ہم اپنا غلام سمجھتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ (حجرات:12) کہ کوئی قوم دوسری قوم کو حقیر سمجھ کر اس کو پامال نہ کرے شاید وہ کل کو اس قوم سے اچھی ہو جائے۔

پھر چونکہ ضروری نہیں کہ ایک وقت میں ساری دنیا میں ایک ہی نظام ہو اس لئے قرآن کریم نے یہ تعلیم دی ہے کہ: اِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ۔ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (الحجرات: 10) یعنی اگر دو قومیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کی آپس میں صلح کرا دو۔ یعنی دوسری قوموں کو چاہئے کہ بیچ میں پڑ کر اُن کو جنگ سے روکیں اور جو جنگ کی وجہ ہو اس کو مٹائیں اور ہر ایک کو اس کا حق دلائیں لیکن اگر باوجود اس کے ایک قوم باز نہ آئے اور مشترکہ انجمن کا فیصلہ نہ مانے تو اس قوم سے جو زیادتی کرتی ہے سب دوسری قومیں مل کر لڑیں۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف لوٹ آئے یعنی ظلم کا خیال چھوڑ دے۔ پس اگر وہ اس امر کی طرف مائل ہو جائے تو ان دونوں قوموں میں صلح کرا دو۔ مگر عدل سے اور انصاف سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ان آیات سے مندرجہ ذیل اصول مستنبط ہوتے ہیں:

1۔ اگر دنیا میں کئی حکومتیں ہوں اور اُن میں سے کسی دو حکومتوں میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اسلامی اصول کی روشنی میں اُن کا فرض ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ایسی لیگ بنائیں جو اُن دونوں میں صلح کرائے۔

2۔ اگر صلح ہو جائے تو بہتر ورنہ باقی حکومتوں کی پنچائت مل کر ایک عادلانہ فیصلہ دے جس کو ماننے کے لئے مخالف حکومت کو مجبور کیا جائے۔

3۔ اگر ایسے فیصلہ کو کوئی فریق نہ مانے یا ماننے کے بعد اس پر عمل کرنے سے انکار کر دے تو ساری طاقتیں مل کر اس سے لڑیں اور اسے مجبور کریں کہ وہ دنیا کے امن کی خاطر حکومتوں کی پنچائت کے فیصلہ کو تسلیم کرے۔

4۔ جب اس پنچائتی دباؤ یا لڑائی سے وہ حکومت صلح کی طرف مائل ہو جائے تو یہ حکومتوں کی پنچائت بغیر کسی ذاتی فائدہ اٹھانے کے صرف اس امر کے متعلق فیصلہ نافذ کرے جس سے جھگڑے کی ابتداء ہوئی تھی۔ اور مغلوب ہونے والی حکومت سے کوئی زائد فائدے اپنے لئے حاصل نہ کرے کیونکہ اس سے نئے فسادات کی بنیادیں قائم ہوتی ہیں۔

یہ اصول ایسے زرّیں ہیں کہ ان اصولوں کی موجودگی میں دنیا کی جنگوں کے امکان بالکل کم ہو جاتے ہیں۔ اور دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

پھر اسلام نے مذہبی آزادی پر زور دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرۃ:257) دینی معاملات میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہئے بلکہ پوری آزادی ہونی چاہئے۔ جو شخص جبر سے دین میں داخل کیا جائے وہ بے شک ظاہراً تو جماعت میں داخل ہوسکتا ہے لیکن دل سے اس جماعت کے عقائد کا قائل نہیں ہوتا اور نہ دل سے ان کے ساتھ ہوتا ہے اور اسلام چونکہ دلائل سے قائل کرنے اور قلوب کو فتح کرنے کا حکم دیتا ہے اس لئے وہ لوگ جو دل سے اسلام کے قائل نہیں ہوتے اور دکھاوے کے لئے اسلام کو قبول کرتے ہیں ان کی برائی کو بیان کیا گیا ہے اور ان کو منافق کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس اسلام مذہبی آزادی پر زور دیتا ہے اور بار بار یہ تعلیم دیتا ہے کہ اصل فتح دلائل کی فتح ہے نہ کہ اجسام کی فتح۔

خلاصہ کلام یہ کہ اسلام کے پیش کردہ نظامِ حکومت اور کفار کے نظامِ حکومت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اول الذکر اگر قائم ہو جائے تو دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے اور ثانی الذکر دنیا کے امن کا ضامن نہیں ہوسکتا۔ اور یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ جن فریقوں کے اصول میں اتنا بیّن فرق ہو وہ کبھی متحد فی العبادۃ نہیں ہو سکتے۔

(تفسیر کبیر جلد10 (سورۃ الکافرون) صفحہ 445 تا 456)

☆......☆......☆

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

خطبہ جمعہ

اصل نیکی خدا تعالیٰ کی ذات میں ہے اور اس کی طرف سے ہی نیکی آتی ہے

تمام اشیاء خواہ وہ ارضی ہیں یا سماوی اللہ تعالیٰ کی صفات کے اظلال اور آثار ہیں اور جب صفات میں نفع ہی نفع ہے تو بتلاؤ کہ ذات میں کس قدر نفع اور سود ہو گا

قرب خدا تعالیٰ کے برگزیدہ سے جڑ کر ہی ملتا ہے جس سے مسلسل اللہ تعالیٰ اپنے نور سے اس کو فیضیاب فرماتا رہتا ہے

ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا

اس زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور اتباع کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام دیا ہے۔ آج اس زمانے میں اب جو آپ علیہ السلام سے علیحدہ ہو کر اس قرب کی تلاش کرے گا اس کا انجام بلعم جیسا ہی ہو گا۔

استغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں دو معنے پر آیا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو، جو علیحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں، خدا تعالیٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اس سے مدد چاہنا اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے

بخوبی یاد رکھو کہ گناہ ایسی زہر ہے جس کے کھانے سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے اور نہ صرف ہلاک ہی ہوتا ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے سے رہ جاتا ہے

عمل صالح بڑی ہی نعمت ہے۔ خداوند کریم عمل صالح سے راضی ہو جاتا ہے اور قرب حضرت احدیّت حاصل ہوتا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی حقیقت، اس کو حاصل کرنے کے بعض طریق اس کی اہمیت اور اپنی جماعت سے اس کے حصول کے لئے توقعات کا اظہار

اگر احمدیوں نے دشمن کی نامرادی کے نظارے وسیع پیمانے پر دیکھنے ہیں تو پاکستان میں رہنے والے ہر احمدی اور پاکستان سے تعلق رکھنے والے ہر احمدی کو خدا تعالیٰ سے قرب اور تعلق میں بڑھنے کی ضرورت ہے۔ پس دنیا کو پیچھے دھکیلیں اور خدا تعالیٰ سے قرب میں بڑھتے چلے جائیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 02 رمئی 2014ء بمطابق 02 ہجرت 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے حوالے سے میں گزشتہ خطبات میں معرفتِ الٰہی کے طریق محبت الٰہی کے طریق اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی حقیقت کا بیان کرتا رہا ہوں۔ آج آپ علیہ السلام کے اقتباسات پیش کرتے ہوئے آپ کے اس علمی خزانے میں سے چند حوالے پیش کروں گا جن میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے قرب کی حقیقت، اس کی اہمیت، اس کو حاصل کرنے کے بعض طریق اور اپنی جماعت سے اس کے حصول کے لئے توقعات کا اظہار فرمایا ہے۔

اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنا ہے تو اس بات کا ادراک ہونا ضروری ہے کہ اصل نیکی خدا تعالیٰ کی ذات میں ہے اور اس کی طرف سے ہی نیکی آتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی تعلیم کو اختیار کرنے سے ملتی ہے اور نتیجۃً خدا تعالیٰ کے انعامات اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’حقیقی طور پر بجز خدائے تعالیٰ کے اور کوئی نیک نہیں۔ تمام اخلاق فاضلہ اور تمام نیکیاں اسی کے لئے مسلّم ہیں۔ پھر جس قدر کوئی اپنے نفس اور ارادت سے فانی ہو کر اس ذات خیر محض کا قرب حاصل کرتا ہے اسی قدر اخلاقِ الٰہیہ اس کے نفس پر منعکس ہوتی ہیں......‘‘

(یعنی جس قدر کوئی اپنے نفس اور ارادت یعنی چاہت اور پسند سے بالا ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرب کی کوشش کرتا ہے تو پھر اسے اس کا قرب حاصل ہو جاتا ہے اور اخلاق الٰہیہ جو ہیں اس کے نفس پر منعکس ہوتے ہیں۔ جب انسان اپنے نفس سے بالا ہو، انسان اپنی پسندوں کو چھوڑے، اللہ تعالیٰ میں ڈوبنے کی کوشش کرے تو پھر یہ نتیجہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے جو اخلاق ہیں، اللہ تعالیٰ کے جو رنگ ہیں اس میں انسان رنگین ہونا شروع ہوتا ہے اور پھر جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو گا اس کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق ملتی چلتی جائے گی، بڑھتی چلی جائے گی۔)

فرمایا: ’’......پس بندہ کو جو جو خوبیاں اور سچی تہذیب حاصل ہوتی ہے وہ خدا ہی کے قرب سے حاصل ہوتی ہے اور ایسا ہی چاہئے تھا کیونکہ مخلوق فی ذاتہٖ کچھ چیز نہیں ہے۔ سو اخلاق فاضلہ الٰہیہ کا انعکاس

انہیں کے دلوں پر ہوتا ہے کہ جو لوگ قرآن شریف کا کامل اتباع اختیار کرتے ہیں......'' اللہ تعالیٰ کے جو اخلاق فاضلہ ہیں اسی کے دل پر منعکس ہوتے ہیں، انہیں سے ان کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے اسی کی جو قرآن شریف کی مکمل اور کامل پیروی کرتے ہیں اتباع کرتے ہیں۔

فرمایا: ''......اور تجربہ صحیحہ بتلا سکتا ہے کہ جس مشرب صافی اور روحانی ذوق اور محبت کے بھرے ہوئے جوش سے اخلاق فاضلہ ان سے صادر ہوتے ہیں اس کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی اگرچہ منہ سے ہر یک شخص دعویٰ کرسکتا ہے اور لاف و گذاف کے طور پر ہر یک کی زبان چل سکتی ہے مگر جو تجربہ صحیحہ کا تنگ دروازہ ہے اس دروازہ سے سلامت نکلنے والے یہی لوگ ہیں اور دوسرے لوگ اگر کچھ اخلاق فاضلہ ظاہر کرتے بھی ہیں تو تکلّف اور تصنّع سے ظاہر کرتے ہیں......'' (جو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرتا ہے قرآن شریف کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اسی سے ہی ایسے اخلاق ظاہر ہوں گے۔ دوسری دنیا میں یا اس کے علاوہ اگر کوئی اخلاق فاضلہ ظاہر کرتا ہے یا بظاہر اخلاق ظاہر ہو رہے ہیں تو تکلف ہے، تصنع ہے، بناوٹ ہے۔)

فرمایا: ''...... اور اپنی آلودگیوں کو پوشیدہ رکھ کر اور اپنی بیماریوں کو چھپا کر اپنی جھوٹی تہذیب دکھلاتے ہیں......'' (ان کے اوپر جو گند ہیں، زنگ لگے ہوئے ہیں ان کو انہوں نے چھپایا ہوتا ہے، اخلاق اصل میں نہیں ہوتے وہ ظاہری لیپا پوتی ہوتی ہے، بناوٹ ہوتی ہے، تصنع ہوتی ہے۔)

فرمایا: ''...... اپنی جھوٹی تہذیب دکھلاتے ہیں......'' (سب کچھ انہوں نے چھپایا ہوتا ہے۔)

''......اور ادنیٰ ادنیٰ امتحانوں میں ان کی قلعی کھل جاتی ہے......'' (جب امتحان آتا ہے، آزمایا جاتا ہے تو قلعی کھل جاتی ہے۔ ذاتی مقدمے ہوتے ہیں تو اس وقت پتا لگ جاتا ہے کہ کتنے پانی میں ہیں۔ جھوٹ اور سچ اور اخلاق سب ظاہر ہو جاتے ہیں۔ یہ پتا لگ جاتا ہے کہ جھوٹ کتنا ہے۔ سچ کو کتنا چھپایا جا رہا ہے یہ پتا لگ جاتا ہے۔ اخلاق کس حد تک دکھائے جا رہے ہیں یہ پتا لگ جاتا ہے۔ اور یہ نہ بھی ہو تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثال دی ہے کہ ایک دفعہ بڑے پڑھے لکھوں کی ایک جگہ ایک مجلس میں جو ظاہری طور پر سوسائٹی کے بڑے سرکردہ بنے پھرتے تھے، ان کی مجلس میں فیصلہ ہوا کہ آج بے تکلف مجلس ہونی چاہئے اور آپ کہتے ہیں اس بے تکلفی کا معیار یہ تھا کہ جو کچھ بیہودگیاں ہوسکتی تھیں وہ کی گئیں۔ تو وہاں ان سب کی قلعی کھل جاتی ہے۔

فرمایا: ''......اور تکلف اور تصنع اخلاق فاضلہ کے ادا کرنے میں اکثر وہ اس لئے کرتے ہیں کہ اپنی دنیا اور معاشرت کا حسن انتظام وہ اسی میں دیکھتے ہیں......'' (یہ تکلف اور تصنع اور اخلاق کیوں دکھائے جاتے ہیں؟ اس لئے کہ ان کی جو دنیا ہے، جو دنیاوی باتیں ہیں، معاشرہ ہے اس میں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے لئے یہ چیزیں دکھانی ضروری ہیں۔ اس سے ہمیں فائدہ ہوگا۔ اس لئے دکھایا جاتا ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے۔)

فرمایا: ''......اور اگر اپنی اندرونی آلائشوں کی ہر جگہ پیروی کریں تو پھر مہمات معاشرت میں خلل پڑتا ہے......'' جو ان کے دلوں میں گندگی اور آلائشیں شامل ہوئی ہوئی ہیں اگر اس کی پیروی کریں، اس کے پیچھے چلیں تو جو کچھ ان کے دنیاوی کام ہیں وہ پھر متاثر ہوں گے، ان میں خلل پڑے گا۔ اس لئے یہ اخلاق دکھانے کا مقصد صرف ذاتی مفاد ہوتا ہے نہ کہ اخلاق کو لاگو کرنا۔ اخلاق پر عمل کرنا اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، اخلاق اس لئے دکھانا کہ دوسرے کا فائدہ ہو، (یہ مقصد نہیں ہوتا)۔

فرمایا: ''......اور اگرچہ بقدر استعداد فطرتی کے کچھ تخم اخلاق کا ان میں بھی ہوتا ہے مگر وہ اکثر نفسانی خواہشوں کے کانٹوں کے نیچے دبا رہتا ہے اور بغیر آمیزشِ اغراضِ نفسانی کے خالصاً للہ ظاہر نہیں ہوتا چہ جائیکہ اپنے کمال کو پہنچے اور خالصاً للہ انہیں میں وہ تخم کمال کو پہنچتا ہے کہ جو خدا کے ہو رہتے ہیں اور جن کے نفوس کو خدائے تعالیٰ غیریّت کی لوث سے بکلّی خالی پا کر خود اپنے پاک اخلاق سے بھر دیتا ہے......'' (وہ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں اور جو غیریت کی آلودگی ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی آلودگی ہے وہ اس سے بالکل پاک ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے اخلاق ان میں بھر دیتا ہے۔) ''......اور ان کے دلوں میں وہ اخلاق ایسے پیارے کر دیتا ہے جیسے وہ اس کو آپ پیارے ہیں۔ پس وہ لوگ فانی ہونے کی وجہ سے تخلق باخلاق اللہ کا ایسا مرتبہ حاصل کر لیتے ہیں کہ گویا وہ خدا کا ایک آلہ ہو جاتے ہیں جس کی توسّط سے وہ اپنے اخلاق ظاہر کرتا ہے اور ان کو بھوکے اور پیاسے پا کر وہ آب زلال ان کو اپنے اس خاص چشمہ سے پلاتا ہے......'' (یعنی اخلاق کا، روحانیت کا ایک میٹھا پانی پلاتا ہے۔)

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 542-541 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

پھر ایک جگہ قرب الٰہی کے طریق کے بارے میں فرمایا کہ

''خدا تعالیٰ دھوکا کھانے والا نہیں۔ وہ انہیں کو اپنا خاص مقرب بناتا ہے جو مچھلیوں کی طرح اس کی محبت کے دریا میں ہمیشہ فطرتاً تیرنے والے ہیں اور اسی کے ہو رہتے ہیں اور اسی کی اطاعت میں فنا ہو جاتے ہیں۔ پس یہ قول کسی سچے راستباز کا نہیں ہوسکتا......'' (جو بعض مذہبوں کے بعض لوگوں کا اس کے بارہ میں نظریہ ہے۔) ''کہ خدا تعالیٰ کے سوا درحقیقت سب گندے ہی ہیں اور کوئی نہ کبھی پاک ہوا نہ ہوگا......''۔

فرمایا: ''......گویا خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عبث پیدا کیا ہے بلکہ سچی معرفت اور گیان کا یہ قول ہے کہ نوع انسان میں ابتدا سے یہ سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی محبت رکھنے والوں کو پاک کرتا رہا ہے۔ ہاں حقیقی پاکی اور پاکیزگی کا چشمہ خدا تعالیٰ ہی ہے۔ جو لوگ ذکر اور عبادت اور محبت سے اس کی یاد میں مصروف رہتے ہیں خدا تعالیٰ اپنی صفت ان پر بھی ڈال دیتا ہے تب وہ بھی اس پاکی سے ظلی طور پر حصہ پا لیتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی ذات میں حقیقی طور پر موجود ہے''۔ (ست بچن، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 210)

پھر آپ نے فرمایا کہ یہ اخلاق فاضلہ اور نیکیاں اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا جو وسیلہ اور نمونہ اور تعلیم خدا تعالیٰ نے ہمارے سامنے رکھی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

''ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجُز اقتدا اُس امام الرّسل کے حاصل ہوسکیں کوئی مرتبہ شرف وکمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے''۔

(ازالۂ اوہام حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 170)

پھر اسلام کی حقیقت کیا ہے اور ایک مسلمان کو کیسا ہونا چاہئے اور ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ کا قرب کس معیار تک پہنچاتا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ

''اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھ دینا۔ اور اپنے تمام ارادوں سے کھوئے جانا اور خدا کے ارادہ اور رضاء میں محو ہو جانا۔ اور خدا میں گُم ہو کر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا نہ کسی اور بناء پر۔ اور ایسی آنکھیں حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ دیکھتی ہوں۔ اور ایسے کان حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ سنتے ہوں۔ اور ایسا دل پیدا کرنا جو سراسر اس کی طرف جھکا ہوا ہو۔ اور ایسی زبان حاصل کرنا جو اس کے بلائے بولتی ہو۔ یہ وہ مقام ہے جس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں اور انسانی قویٰ اپنے ذمہ کا تمام کام کر چکتے ہیں۔......'' (سلوک کا مطلب یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کو پانے کے لئے کوشش کر کے ہر قسم کی مشکلات میں سے بھی گزرے اور خدا تعالیٰ کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔)

پھر فرمایا: ''......اور پورے طور پر انسان کی نفسانیت پر موت وارد ہو جاتی ہے تب خدا تعالیٰ کی رحمت اپنے زندہ کلام اور چمکتے ہوئے نوروں کے ساتھ دوبارہ اُس کو زندگی بخشتی ہے اور وہ خدا کے لذیذ کلام سے مشرف ہوتا ہے اور وہ دقیق در دقیق نور جس کو عقلیں دریافت نہیں کرسکتیں اور آنکھیں اس کی کُنہ تک نہیں پہنچتیں وہ خود انسان کے دل سے نزدیک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق:17)۔ یعنی ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اُس سے نزدیک ہیں۔ پس ایسا ہی وہ اپنے قرب سے فانی انسان کو مشرف کرتا ہے۔ تب وہ وقت آتا ہے کہ نابینائی دُور ہو کر آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور انسان اپنے خدا کو اُن نئی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اور اُس کی آواز سنتا ہے اور اس کی نُور کی چادر کے اندر اپنے تئیں لپٹا ہوا پاتا ہے۔ تب مذہب کی غرض ختم ہو جاتی ہے اور انسان اپنے خدا کے مشاہدہ سے سفلی زندگی کا گندہ چولہ اپنے وجود پر سے پھینک دیتا ہے۔......'' (جو گندی زندگی ہے، گندہ چولہ ہے، اس گندگی کا، دنیاوی چیزوں کا جو لباس پہنا ہوا ہے، وہ انسان پھینک دیتا ہے۔ جب اُسے اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل ہو جائے۔) ''......اور ایک نور کا پیراہن پہن لیتا ہے۔......'' (ایک نیا لباس پہنتا ہے جو نور ہوتا ہے)

''......اور نہ صرف وعدہ کے طور پر اور نہ فقط آخرت کے انتظار میں خدا کے دیدار اور بہشت کا منتظر رہتا ہے بلکہ اسی جگہ اور اِسی دنیا میں دیدار اور گفتار اور جنت کی نعمتوں کو پا لیتا ہے''۔

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 160-161)

پھر استغفار کی دو قسموں کا ذکر فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ

''استغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں دو معنے پر آیا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علیحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خدا تعالیٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اس سے مدد چاہنا یہ استغفار تو مقربوں کا ہے۔ ’’ہر وقت استغفار اس لئے چاہنا کہ ایک دل میں خدا ہی ہر وقت یاد رہے اور انسان اللہ تعالیٰ کی محبت میں مضبوط ہوتا جائے۔ یہ استغفار تو مقربوں کا ہے۔‘‘ ...... جو ایک طرفۃ العین خدا سے علیحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں ...... ’’یعنی ایک لحظہ کے لئے بھی خدا سے علیحدہ ہونا سمجھتے ہیں کہ ہماری تباہی ہو جائے گی۔‘‘ ......اس لئے استغفار کرتے ہیں تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے۔ اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جائے تا پاک نشوونما پاکر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے اور ان دونوں صورتوں کا نام استغفار رکھا گیا ہے۔‘‘ (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 346۔347)

اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کی پہچان کے کئی مرتبے ہیں۔ مگر سب سے اعلیٰ مرتبہ قربِ الٰہی کا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی صحیح رنگ میں پہچان ہوتی ہے۔ اس لئے صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ میں نے سچی خوابیں دیکھ لی ہیں یا کوئی کشف مجھے ہو گیا یا الہام ہو گیا۔ الہام تو بلعم کو بھی ہو گیا تھا لیکن اس نے اس کے باوجود ٹھوکر کھائی۔ اس لئے قرب کی تلاش کرو اور قرب خدا تعالیٰ کے برگزیدہ سے جڑ کر ہی ملتا ہے۔ جس سے مسلسل اللہ تعالیٰ اس کو اپنے نور سے فیضیاب فرماتا رہتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ کی رضا بندے کا مقصود ہو جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

’’خدا نور ہے جیسا کہ اس نے فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور:36)۔ پس وہ شخص جو صرف اس نور کے لوازم کو دیکھتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو دور سے ایک دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اسلئے وہ روشنی کے فوائد سے محروم ہے۔ ......‘‘ (روشنی کے فوائد تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا میں ڈوب جانے سے ملتے ہیں)۔ فرمایا کہ ’’...... اور نیز اس کی گرمی سے بھی جو بشریّت کی آلودگی کو جلاتی ہے۔ ......‘‘ فوائد سے بھی محروم ہے اور نیز اس کی گرمی سے بھی جو بشریت کی آلودگی کو جلاتی ہے۔ انسان کے بشری تقاضے ہونے کے جو بعض گند ہیں جنہوں نے اس کو گھیرا ہوا ہے، اس گرمی سے بھی محروم رہتا ہے، اس آگ سے محروم رہتا ہے جو ان گندوں کو جلاتی ہے۔ فرمایا کہ ’’...... پس وہ لوگ جو صرف منقولی یا معقولی دلائل یا ظنّی الہامات سے خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل پکڑتے ہیں جیسے علماء ظاہری یا جیسے فلسفی لوگ اور یا ایسے لوگ جو صرف اپنے روحانی قویٰ سے جو استعداد کشوف اور رؤیا ہے خدا تعالیٰ کی ہستی کو مانتے ہیں مگر خدا کے قرب کی روشنی سے بے نصیب ہیں۔ ......‘‘ (اب اس میں یہ فرمایا کہ ان کے پاس منقولی و عقلی دلائل بھی ہیں۔ الہامات پر یا بعض دفعہ خوابوں پر ظن کرتے ہوئے ان کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر اور وجود پر یقین بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ علماء ظاہری اسی چیز کی وجہ سے خدا کو مانتے ہیں یا ایسے فلسفی یا وہ لوگ جن کی روحانیت اس حد تک ہے کہ ان میں بعض کشف اور رؤیا صالحہ کی استعدادیں بھی موجود ہوتی ہیں اور اس وجہ سے خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر ان سب چیزوں کے باوجود وہ خدا تعالیٰ کے قرب کی روشنی سے بے نصیب ہیں۔ فرمایا کہ) ’’...... وہ اس انسان کی مانند ہیں جو دور سے آگ کا دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی کو نہیں دیکھتا اور صرف دھوئیں پر غور کرنے سے آگ کے وجود پر یقین کر لیتا ہے‘‘۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 14)

پھر قرب کے مدارج کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے فرمایا کہ

’’چونکہ مدارجِ قرب اور تعلق حضرت احدیت کے مختلف ہیں ......‘‘ ’’اللہ تعالیٰ سے ملنے کے جو قرب اور تعلق کے درجے ہیں وہ مختلف ہیں۔‘‘ ...... اس لئے ایک شخص باوجود خدا کا مقرب ہونے کے جب ایسے شخص سے مقابلہ کرتا ہے جو قرب اور محبت کے مقام میں اس سے بہت بڑھ کر ہے تو آخر نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص جو ادنیٰ درجہ کا قرب الٰہی رکھتا ہے نہ صرف ہلاک ہوتا ہے بلکہ بے ایمان ہو کر مرتا ہے جیسا کہ موسیٰ کے مقابل پر بلعم باعور کا حال ہوا۔ ......‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 349) اور آپ نے فرمایا کہ اس قرب کے مقام کا جو سب سے اعلیٰ درجہ ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور اتباع کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام دیا ہے۔ آج اس زمانے میں اب جو آپ علیہ السلام سے علیحدہ ہو کر اس قرب کی تلاش کرے گا اس کا انجام پھر بلعم جیسا ہی ہو گا۔

پھر آپ نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب قرآن کریم کی پیروی سے ملتا ہے اور ایسا قرب پانے والے کے لئے خدا تعالیٰ پھر نشانات دکھاتا ہے۔ زبانی جمع خرچ نہیں ہوتا۔

فرمایا کہ ’’ہر ایک جو اُس شخص سے مقابلہ کرے جو قرآن شریف کا سچا پیرو ہے خدا اپنے ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اس پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس بندہ کے ساتھ ہے جو اس کے کلام کی پیروی کرتا ہے جیسا کہ اُس نے لیکھرام پر ظاہر کیا اور اس کی موت ایسی حالت میں ہوئی کہ وہ خوب سمجھتا تھا کہ خدا نے اُس کی موت سے اسلام کی سچائی پر مہر لگا دی۔ غرض اس طرح پر خدا اپنے زندہ تصرفات سے قرآن شریف کی پیروی کرنے والے کو کھینچتا کھینچتا قرب کے بلند مینار تک پہنچا دیتا ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 309)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’یہ بات بھی خوب یاد رکھنی چاہئے کہ ہر بات میں منافع ہوتا ہے۔ دُنیا میں دیکھ لو۔ اعلیٰ درجہ کی نباتات سے لے کر کیڑوں اور چوہوں تک بھی کوئی چیز ایسی نہیں جو انسان کے لئے منفعت اور فائدے سے خالی ہو۔ یہ تمام اشیاء خواہ وہ ارضی ہیں یا سماوی اللہ تعالیٰ کی صفات کے اظلال اور آثار ہیں اور جب صفات میں نفع ہی نفع ہے، تو بتلاؤ کہ ذات میں کس قدر نفع اور سود ہو گا۔ اس مقام پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جیسے ان اشیاء سے کسی وقت نقصان اٹھاتے ہیں تو اپنی غلطی اور نافہمی کی وجہ سے۔ اس لئے نہیں کہ نفس الامر میں ان اشیاء میں مضرّت ہی ہے۔ ......‘‘ (یعنی ان چیزوں کے اندر سوائے نقصان کے اور کچھ ہے ہی نہیں۔) ’’...... نہیں بلکہ اپنی غلطی اور خطا کاری سے ......‘‘ (انسان نقصان اٹھاتا ہے۔ اگر کسی چیز میں نقصان پہنچے۔) فرمایا: ’’...... اسی طرح پر ہم اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے تکلیف اور مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں ورنہ خدا تعالیٰ تو ہمہ رحم اور کرم ہے۔ دُنیا میں تکلیف اٹھانے اور رنج پانے کا یہی ایک راز ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں اپنی سوءِ فہم اور قصورِ علم کی وجہ سے مبتلائے مصائب ہوتے ہیں۔ ......‘‘ (صحیح طرح ہم کسی بات کو سمجھ نہیں سکتے یا ہمیں علم نہیں ہوتا اس وجہ سے مصیبتوں اور مشکلات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔) فرمایا: ’’...... پس اس صفاتی آنکھ کے روزن سے ہی ہم اللہ تعالیٰ کو رحیم اور کریم اور حد سے زیادہ قیاس سے باہر نافع ہستی پاتے ہیں اور ان منافع سے زیادہ بہرہ ور وہی ہوتا ہے جو اس کے زیادہ قریب اور نزدیک ہو جاتا ہے اور یہ درجہ اُن لوگوں کو ہی ملتا ہے جو متقی کہلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں جگہ پاتے ہیں۔ جوں جوں متقی خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے ایک نور ہدایت اسے ملتا ہے جو اس کی معلومات اور عقل میں ایک خاص قسم کی روشنی پیدا کرتا ہے اور جوں جوں دور ہوتا جاتا ہے ایک تباہ کرنے والی تاریکی اس کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ (البقرۃ:19) کا مصداق ہو کر ذلّت اور تباہی کا مَورد بن جاتا ہے، مگر اس کے بالمقابل نور اور روشنی سے بہرہ ور انسان اعلیٰ درجہ کی راحت اور عزّت پاتا ہے؛ چنانچہ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ یٰۤاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ۔ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً (الفجر:28-29) ......‘‘ (یعنی اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔ اسے پسند کرنے والا بھی ہے اور اس کا پسندیدہ بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ) ’’...... یعنی اے وہ نفس جو اطمینان یافتہ ہے اور پھر یہ اطمینان خدا کے ساتھ پایا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 69۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آپ نے اس کی یہ وضاحت بھی فرمائی کہ بعض لوگ بظاہر حکومت سے کچھ حاصل کر کے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کے اطمینان کا ذریعہ ان کی اولاد اور رشتہ دار اور ارد گرد کے لوگ ہوتے ہیں مگر یہ سب کچھ جو ہے یہ سچا اطمینان مہیا نہیں کر سکتا بلکہ پیاس کے مریض کی طرح جوں جوں ان لوگوں سے یہ بظاہر اطمینان حاصل کر رہے ہوتے ہیں پیاس بڑھتی چلی جاتی ہے، تسلی نہیں ہوتی۔ آخر انسان کو یہ بیماری ہلاک کر دیتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس بندے نے خدا تعالیٰ کا قرب پا کر یہ اطمینان حاصل کیا ہے اس کے پاس بے انتہا دولت بھی ہو تو وہ اس کی خدا تعالیٰ کے مقابلے میں ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں کرتا۔ دنیا اس کا مقصود نہیں ہوتی۔ وہ اصل راحت کی تلاش کرتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ

’’خدا تعالیٰ نے سمجھایا کہ تمام راحت انسان کی خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت میں ہے اور جب اس سے علاقہ توڑ کر دنیا کی طرف جھکے تو یہ جہنمی زندگی ہے۔ اور اس جہنمی زندگی پر آخر کار ہر یک شخص اطلاع پا لیتا ہے اور اگرچہ اس وقت اطلاع پاوے جبکہ یکدفعہ مال و متاع اور دنیا کے تعلقات کو چھوڑ کر مرنے لگے۔‘‘

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 158)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

بہر حال کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی وقت یہ اطلاع مل جاتی ہے کہ دنیا جہنمی ہے۔ چاہے مرتے وقت ہی انسان کو اس کی اطلاع ہو۔ پھر فرمایا کہ

’’اعلیٰ درجے کی خوشی خدا میں ملتی ہے۔ جس سے پرے کوئی خوشی نہیں ہے۔ جنت پوشیدہ کو کہتے ہیں......‘‘ (یعنی چھپی ہوئی چیز کو جنت کہتے ہیں) ’’......اور جنّت کو جنّت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نعمتوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اصل جنت خدا ہے جس کی طرف تردّد منسوب ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے بہشت کے اعظم ترین انعامات میں رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ (التوبۃ: 72) ہی رکھا ہے۔ انسان انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دکھ اور تردّد میں ہوتا ہے، مگر جس قدر قرب الٰہی حاصل کرتا جاتا ہے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ سے رنگین ہوتا جاتا ہے، اسی قدر اصل سکھ اور آرام پاتا ہے جس قدر قرب الٰہی ہوگا لازمی طور پر اسی قدر خدا کی نعمتوں سے حصہ لے گا اور رفع کے معنے اسی پر دلالت کرتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد1 صفحہ 396۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خدا کا قرب پانے کی کوشش کرنے والوں کے انجام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

’’جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کرے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو سو وہ سرچشمہ قرب الٰہی سے اپنا اجر پائے گا اور ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ یعنی جو شخص اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگا دے اور خالص خدا کے لئے اس کا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے۔ اور حقیقی نیکی بجالانے میں سرگرم رہے، سو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دے گا اور خوف اور حزن سے نجات بخشے گا۔‘‘

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد12 صفحہ 344)

پھر دعا جو قرب الٰہی کا ذریعہ ہے اس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ

’’دعا کی مثال ایک چشمۂ شیریں کی طرح ہے جس پر مومن بیٹھا ہوا ہے۔ وہ جب چاہے اس چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب کر سکتا ہے جس طرح ایک مچھلی بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن کا پانی دعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس دعا کا ٹھیک محل نماز ہے......‘‘ (دعا کی جو صحیح جگہ ہے وہ نماز ہے۔ یہی حقیقت میں صحیح دعا ہو سکتی ہے۔) فرمایا کہ ’’......جس میں وہ راحت اور سرور مومن کو ملتا ہے......‘‘ (نماز میں راحت اور سرور مومن کو ملتا ہے) ’’کہ جس کے مقابل ایک عیّاش کا کامل درجہ کا سرور جو اُسے کسی بدمعاشی میں میسر آ سکتا ہے ہیچ ہے۔ بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قربِ الٰہی ہے۔ دُعا کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد4 صفحہ 45۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے نمازوں کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے اور وہ حق تبھی ادا ہوگا جب اس کی ادائیگی باقاعدہ کی جائے اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس طرح کی جائے۔

پھر نمازوں اور دعاؤں کے معیار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مزید آپ فرماتے ہیں کہ

’’انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے جس کی وجہ سے اس کے نزدیک وہ ایک قابل قدر شئے ہو جاوے گا۔ اگر یہ درد اس کے دل میں نہیں ہے اور صرف دنیا اور اس کے مافیہا کا ہی درد ہے تو آخر تھوڑی سی مہلت پا کر وہ ہلاک ہو جاوے گا۔ خدا تعالیٰ مہلت اس لیے دیتا ہے کہ وہ حلیم ہے لیکن جو اس کے حلم سے خود ہی فائدہ نہ اٹھاوے تو اُسے وہ کیا کرے۔ پس انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور تعلق بنائے رکھے۔ سب عبادتوں کا مرکز دل ہے۔ اگر عبادت تو بجالاتا ہے مگر دل خدا کی طرف رجوع نہیں ہے تو عبادت کیا کام آوے گی۔ اس لیے دل کا رجوعِ تام اس کی طرف ہونا ضروری ہے......‘‘ (دل کا مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا ضروری ہے۔) ’’......اب دیکھو کہ ہزاروں مساجد ہیں۔ مگر سوائے اس کے کہ ان میں رسمی عبادت ہو اور کیا ہے؟ ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہودیوں کی حالت تھی کہ رسم اور عادت کے طور پر عبادت کرتے تھے اور دل کا حقیقی میلان جو کہ عبادت کی رُوح ہے ہرگز نہ تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ان پر لعنت کی۔ پس اس وقت بھی جو لوگ پاکیزگیٔ قلب کی فکر نہیں کرتے تو اگر رسم و عادت کے طور پر وہ سینکڑوں ٹکریں مارتے ہیں ان کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اعمال کے باغ کی سرسبزی پاکیزگیٔ قلب سے ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا (الشمس: 10۔11) کہ وہی بامراد ہوگا جو کہ اپنے قلب کو پاکیزہ کرتا ہے اور جو اُسے پاک نہ کرے گا بلکہ خاک میں ملا دیگا یعنی سفلی خواہشات کا اُسے مخزن بنا رکھے گا وہ نامراد رہے گا۔ اس بات سے ہمیں انکار نہیں ہے کہ خدا کی طرف آنے کے لئے ہزار ہا روکیں ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتیں تو آج صفحہ دُنیا پر نہ کوئی ہندو ہوتا نہ عیسائی۔ سب کے سب مسلمان نظر آتے لیکن ان روکوں کو دُور کرنا بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ وہی توفیق عطا کرے تو انسان نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہے۔ اس لئے آخر کار بات پھر اسی پر آ ٹھہرتی ہے کہ انسان اسی کی طرف رجوع کرے تا کہ قوّت اور طاقت دیوے۔‘‘

(ملفوظات جلد4 صفحہ 222۔223۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے توبہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’بخوبی یاد رکھو کہ گناہ ایسی زہر ہے جس کے کھانے سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے اور نہ صرف ہلاک ہی ہوتا ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے سے رہ جاتا ہے اور اس قابل نہیں ہوتا کہ یہ نعمت اس کو مل سکے۔ جس جس قدر گناہ میں مبتلا ہوتا ہے اسی اسی قدر خدا تعالیٰ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ روشنی اور نور جو خدا تعالیٰ کے قرب میں اسے ملنی تھی اس سے پرے ہٹتا جاتا ہے اور تاریکی میں پڑ کر ہر طرف سے آفتوں اور بلاؤں کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ سب سے زیادہ خطرناک دشمن شیطان اس پر اپنا قابو پا لیتا ہے اور اُسے ہلاک کر دیتا ہے۔ لیکن اس خطرناک نتیجہ سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک سامان بھی رکھا ہوا ہے۔ اگر انسان اس سے فائدہ اٹھائے تو وہ اس ہلاکت کے گڑھے سے بچ جاتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ کے قرب کو پا سکتا ہے۔ وہ سامان کیا ہے؟ رجوع الی اللہ یا سچی توبہ......‘‘ (یہ سچی توبہ وہ سامان ہے۔) فرمایا کہ ’’......خدا تعالیٰ کا نام توّاب ہے۔ وہ بھی رجوع کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس سے بعید ہوتا ہے......‘‘ (گناہ کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے دور ہو جاتا ہے۔) ’’......لیکن جب انسان رجوع کرتا ہے یعنی اپنے گناہوں سے نادم ہو کر پھر خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے تو اس کریم رحیم خدا کا رحم اور کرم بھی جوش میں آتا ہے اور وہ اپنے بندہ کی طرف توجّہ کرتا ہے اور رجوع کرتا ہے۔ اس لئے اس کا نام......‘‘ (اللہ تعالیٰ کا نام بھی) ’’......تواب ہے......‘‘ (وہ بھی بندے کی طرف توبہ قبول کرتے ہوئے آتا ہے اس لئے اس کا نام تواب ہے۔) ’’......پس انسان کو چاہئے کہ اپنے ربّ کی طرف رجوع کرے تا کہ وہ اس کی طرف رجوع برحمت کرے۔‘‘ (ملفوظات جلد4 صفحہ 141۔142۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’اسلام وہی طریق نجات بتاتا ہے جو درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ازل سے مقرر ہے اور وہ یہ ہے کہ سچے اعتقاد اور پاک عملوں اور اس کی رضا میں محو ہونے سے اس کے قرب کے مکان کو تلاش کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ اس کا قرب اور اس کی رضا حاصل ہو کیونکہ تمام عذاب خدا تعالیٰ کی دوری اور غضب میں ہے پس جس وقت انسان سچی توبہ اور سچے طریق کے اختیار کرنے سے اور سچی تابعداری حاصل کرنے سے اور سچی توحید کے قبول کرنے سے خدا تعالیٰ سے نزدیک ہو جاتا ہے اور اسی کو راضی کر لیتا ہے تو تب وہ عذاب اس سے دور کیا جاتا ہے۔‘‘ (ست بچن، روحانی خزائن جلد10 صفحہ 275)

پھر قرب الٰہی کے حصول کے لئے عمومی طور پر اعمال صالحہ بجالانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ

’’عمل صالح بڑی ہی نعمت ہے۔ خداوند کریم عمل صالح سے راضی ہو جاتا ہے اور قرب حضرت احدیّت حاصل ہوتا ہے......‘‘ (اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔) ’’......مگر جس طرح شراب کے آخری گھونٹ میں نشہ ہوتا ہے اسی طرح عمل صالح کے برکات اُس کی آخری خیر میں مخفی ہوتے ہیں۔ جو شخص آخر تک پہنچتا ہے اور عمل صالح کو اپنے کمال تک پہنچاتا ہے وہ ان برکات سے متمتع ہو جاتا ہے لیکن جو شخص درمیان سے ہر عمل صالح کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کو اپنے کمال مطلوب تک نہیں پہنچاتا، وہ ان برکات سے محروم رہ جاتا ہے۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد1 صفحہ 600۔ مکتوب بنام میر عباس علی صاحب مکتوب نمبر45)

فرمایا:

’’میں تو یہ جانتا ہوں کہ مومن پاک کیا جاتا ہے اور اس میں فرشتوں کا رنگ ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتا اور اس سے تسلّی پاتا ہے۔ اب تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے دل میں سوچ لے کہ کیا یہ مقام اسے حاصل ہے؟ مَیں سچ کہتا ہوں کہ تم صرف پوست اور چھلکے پر قانع ہو گئے ہو حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ مغز چاہتا ہے۔ پس جیسے میرا یہ کام ہے کہ ان حملوں کو روکا جاوے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور روح پیدا کی جاوے۔‘‘ (ملفوظات جلد4 صفحہ 565۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آپ نے فرمایا: ’’انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہو۔ جب وہ خدا کا مقرّب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہزاروں برکات اس پر نازل کرتا ہے۔ زمین سے بھی اور آسمان سے بھی اس پر برکات اترتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیخ کنی کے لئے قریش نے کس قدر زور لگایا۔ وہ ایک قوم تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنِ تنہا۔ مگر دیکھو! کون کامیاب ہوا۔ اور کون نامراد رہے۔

نصرت اور تائید خدا تعالیٰ کے مقرب کا بہت بڑا نشان ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد5 صفحہ 106۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ہمیں قرب حاصل کرنے کے معیار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ

’’خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں

کرسکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کیلئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گِدّ وں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کرسکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے۔‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

پھر خدا تعالیٰ اپنے مقربوں کے لئے کس طرح غیرت کا اظہار فرماتا ہے اور مخالفوں کو کس طرح ختم کرتا ہے، اس بارے میں آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ پھر کس طرح غیرت دکھاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

’’پس جس وقت توہین اور ایذا کا امر کمال کو پہنچ گیا اور جو ابتلا خدا کے ارادہ میں تھا وہ ہو چکا۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ کی غیرت اس کے دوستوں کیلئے جوش مارتی ہے۔ اور خدا ان کی طرف دیکھتا ہے اور ان کو مظلوم پاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ ظلم کئے گئے اور گالیاں دیئے گئے اور ناحق کافر ٹھہرائے گئے اور ظالموں کے ہاتھوں سے دکھ دیئے گئے۔ پس وہ کھڑا ہوتا ہے تاکہ ان کے لئے اپنی سنت پوری کرے اور اپنی رحمت کو دکھلائے اور اپنے نیک بندوں کی مدد کرے۔ پس ان کے دلوں میں ڈالتا ہے تاکہ پورے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں۔ اور صبح شام اس کی جناب میں تضرّع کریں اور اسی طرح اس کی سنت اس کے مقربین کی نسبت جاری ہے۔ پس آخرکار دولت اور مدد ان کے لئے ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ ان کے دشمنوں کو شیروں اور پلنگوں کی غذا کر دیتا ہے......‘‘ (شیروں اور چیتوں کی غذا کر دیتا ہے) ’’......اور اسی طرح مخلصوں میں سنت اللہ جاری ہے وہ ضائع نہیں کئے جاتے اور برکت دیئے جاتے ہیں اور حقیر نہیں کئے جاتے اور بزرگ کئے جاتے ہیں۔‘‘ (حجۃ اللہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 198)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کا یہ سلوک ہم نے دیکھا اور دشمنوں کو اس نے ذلیل و خوار کیا۔ ایک بار نہیں دو بار نہیں، بار بار کئی مرتبہ اور مختلف علاقوں میں، مختلف ملکوں میں دشمنانِ احمدیت کی ذلت اور رسوائی اور تباہی ہم نے دیکھی۔ پس آج بھی یہ نظارے ہم دیکھتے ہیں۔ میں پھر افرادِ جماعت کو اور خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ مخالفین احمدیت کے خلاف خدا تعالیٰ کی لاٹھی چلے گی اور ضرور چلے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ چھوٹے پیمانے پر اس کے نظارے ہم دیکھتے بھی ہیں، دیکھتے رہتے ہیں لیکن اگر وسیع پیمانے پر جلد یہ نظارے دیکھنے ہیں تو پاکستان میں رہنے والے ہر احمدی اور پاکستان سے تعلق رکھنے والے ہر احمدی کو خدا تعالیٰ سے قرب اور تعلق میں بڑھنے کی ضرورت ہے۔ پس دنیا کو پیچھے دھکیلیں۔ خدا تعالیٰ سے قرب میں بڑھتے چلے جائیں اور اس کے بڑھتے چلے جانے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے تا یہ نظارے ہم جلد تر دیکھ سکیں۔ عمومی طور پر دنیا کے احمدیوں کو بھی خاص طور پر اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ دنیا میں شیطان کی حکومت کا جلد خاتمہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے مقربین کی حکومت دنیا میں قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کے کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور ان لوگوں میں شامل ہونے کی بھی توفیق عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ کے مقرب ہوتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کنشاسا کے 17ویں جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب انعقاد

☆......وزیراعظم، چیف جسٹس سپریم کورٹ وفاقی وصوبائی وزراء کی نمائندگی۔☆......مختلف ملکوں کے سفارت کاروں کی شرکت اور نمائندگی۔

☆......سپریم کورٹ کے جج، پروفیسرز، پادری حضرات، دیگر معززین کی شمولیت۔

❁...... آپ نے جس طرح قومی اور عالمی سطح کے معاملات پر عمدگی سے روشنی ڈالی اور مسائل کا حل پیش کیا ہے وہ غیر معمولی ہے۔ ❁......آپ نے جو تعلیمات بیان کی ہیں ان پر عمل ہو تو واقعی دنیا میں امن قائم ہو جائے۔ ❁......آج دنیا میں مسلمانوں کا امیج بہت خراب ہے۔ لیکن آپ کی کانفرنس میں شامل ہو کر حقائق معلوم ہوئے ہیں۔ —— (جلسہ میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

رپورٹ فرید احمد بھٹی مبلغ سلسلہ۔ کنشاسا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال جماعت احمدیہ کنشاسا کو اپنا 17واں جلسہ سالانہ 26 جنوری 2014ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ کے انتظامات اور ڈیوٹیوں کا افتتاح:

25 جنوری کو جلسہ کی ڈیوٹی کا آغاز ہوا۔ اس موقع پر حاضر تمام ناظمین اور ان کے معاونین کو مکرم امیر صاحب کونگو نے تفصیلی ہدایات دیں۔ دعا سے اس تقریب کا اختتام ہوا۔

جلسہ گاہ:

جلسہ سالانہ کے لئے شہر کے سنٹر میں ہال کرائے پر لیا گیا تھا جو CENTRE CULTUREL CONGOLAIS LE ZOO میں واقع ہے۔ یہاں پہنچنے کے لئے ہر طرف سے ٹرانسپورٹ کی سہولت موجود ہے۔ جلسہ گاہ کو مختلف بینرز سے سجایا گیا تھا۔ سٹیج پر کلمہ طیبہ اور خدا تعالیٰ کی صفت ’’السلام‘‘ ترجمہ کے ساتھ بہت نمایاں تھی۔

پہلا اجلاس:

26 جنوری کو پہلے سیشن کا آغاز مکرم و محترم نعیم احمد باجوہ امیر و مبلغ انچارج کونگو کی زیرِ صدارت تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت لوکل مبلغ مکرم ابوبکر Mbui صاحب نے کی اور ترجمہ بھی پیش کیا۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام مکرم ابراہیم لولیمے LOLEME صاحب نے پیش کیا اور مکرم و محترم امیر صاحب کونگو نے افتتاحی تقریر کی۔

تقریر کے بعد مکرم امیر صاحب نے جلسہ کی افتتاحی دعا کروائی۔

بعد ازاں مندرجہ ذیل تقاریر ہوئیں: نظامِ وصیت کی اہمیت و برکات از مکرم ابوبکر Tshitenge صاحب۔

معزز مہمانان جلسہ کی کارروائی سماعت فرمارہے ہیں

خلافت احمدیہ کے ساتھ تائید و نصرت الٰہی از مکرم عمر ابدان صاحب نائب امیر جماعت کونگو۔ انفاق فی سبیل اللہ از مکرم ابوبکر Mbuyi صاحب۔

پہلے اجلاس کے اختتام پر نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں اور حاضرین کی تواضع کی گئی۔

دوسرا اور آخری سیشن:

آخری اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو

معزز مہمانان جلسہ کی کارروائی سماعت فرمارہے ہیں

کہ خاکسار نے کی۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ لوکل مبلغ مکرم ہارون Nkongolo صاحب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیش کیا۔

لوکل معلم مکرم موسیٰ لے لے (Lele) صاحب نے ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع منشور برائے امن عالم‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم احمد Buba صاحب نے اسلام اور حقوقِ انسانی کے موضوع پر تقریر کی۔ جلسہ کی اختتامی تقریر مکرم و محترم امیر جماعت کونگو نے ’’عالمی بحران اور امن و سلامتی کا راستہ‘‘ کے موضوع پر کی۔ اختتامی تقریر کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں احباب جماعت و مہمانانِ کرام کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ ازیں بعد مہمانوں نے جماعت اور جلسہ کے حوالے سے اپنے تاثرات پیش کئے۔

مہمانوں کے تاثرات:

اس سال مہمانوں میں عوامی جمہوریہ کونگو کے وزیراعظم اور چیف جسٹس آف سپریم کورٹ کی نمائندگی کے علاوہ تین وفاقی وزراء اور دو صوبائی وزراء کے نمائندگان جلسہ میں شامل ہوئے۔ اسی طرح موجودہ حکومت کے جنرل سیکرٹری، بینن اور یونان کے سفارتخانوں کے نمائندے، مقامی مجسٹریٹ حضرات، وکلاء، یونین کونسل کے نمائندگان سمیت 135 اہم سرکاری و غیر سرکاری شخصیات نے شرکت کی۔ جبکہ غیر از جماعت مہمانوں کی کل تعداد 170 رہی۔

مادام رقیہ رمضان نمائندہ وفاقی وزیر پانی و بجلی

’’جو موضوعات آپ نے اس کانفرنس میں پیش کئے ہیں وہ حالات حاضرہ سے تعلق رکھتے ہیں اور بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ نے جس طرح قومی اور عالمی سطح کے معاملات پر عمدگی سے روشنی ڈالی اور مسائل کا حل پیش کیا ہے وہ غیر معمولی ہے۔ عدل و انصاف کی جو بات آپ نے کی ہے وہ بہت ضروری اور اہم ہے۔ میں خود بھی مسلمان

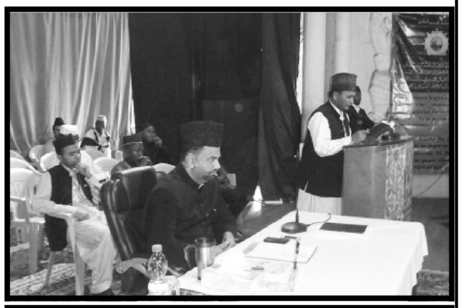
جلسہ کا ایک منظر

ہوں اور مسلمان ہونے پر فخر محسوس کرتی ہوں۔ امید کرتی ہوں آپ آئندہ بھی ہمیں ضرور جلسہ کی دعوت دیں گے۔‘‘

ڈائریکٹر آف Jardin Zoologique

’’بہت عمدگی سے کانفرنس کا انعقاد کیا گیا ہے۔ میں نے آج بہت کچھ سیکھا ہے۔ آپ نے جو تعلیمات بیان کی ہیں ان پر عمل ہو تو واقعی دنیا میں امن قائم ہو جائے۔‘‘

پروفیسر آف کنشاسا یونیورسٹی جناب DMONIQUE صاحب

’’کانفرنس کا نظم و ضبط بہت اچھا ہے۔ بچے بھی اجلاس میں شامل ہیں لیکن کسی قسم کوئی شور نہیں ہوا۔ میں کانفرنس میں شامل ہو کر بہت خوش ہوں۔ آپ کا پروگرام بہت کامیابی سے منعقد ہوا ہے۔ دراصل آج دنیا میں مسلمانوں کا امیج بہت خراب ہے۔ لیکن آپ کی کانفرنس میں شامل ہو کر حقائق معلوم ہوئے ہیں۔‘‘

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: عربوں کے حضور انور کے خطاب پر تأثرات

از صفحہ نمبر 20

حضور انور کا عربی زبان میں خطاب سننے کے بعد میں کہتا ہوں کہ کاش ہر روز یومِ مسیح موعود علیہ السلام ہو جائے، اور کاش کہ میں بھی آپ کے در پر خادم بن کر پڑا رہوں۔ کاش کہ میں وہ ریت اور گلیوں کے وہ پتھر بن جاؤں جن پر عرب ممالک کی زیارت کے وقت حضور انور کے قدم مبارک پڑیں گے۔ ان شاء اللہ۔‘‘

مکرم جمال صاحب۔ مراکش:

’’سیدی ہم یہاں مقامی جماعت کے بعض افراد کے ساتھ یوم مسیح موعود علیہ السلام کے لئے جمع ہوئے تھے جس کے دوران حضور انور کا خطابِ جلیل سنا۔ اس موقعہ پر تمام حاضرین کے جذبات عجیب تھے۔ بعض پر خدا تعالیٰ کی اس نعمت وعطا پر حمد وثناء کی وجہ سے وجد کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ بعض خدا کے حضور سجدۂ شکر میں چلے گئے اور بعض کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

سیدی! حضور کے خطاب کی عظیم الشان تاثیر ظاہر ہوئی۔ اس نے ہر احمدی کے دل میں بلکہ ہر نیک فطرت شخص کے دل میں حضور انور کی محبت کو راسخ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ عربوں سے اس محبت پر آپ کو بے انتہا جزاء عطا فرمائے۔ یہ محبت دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربوں سے محبت کا عکس ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ؐ کی لائی ہوئی کتاب کی محبت کے مشکوٰۃ سے پھوٹنے والی ہے۔

’’آخر پر میں حضور انور کی خدمت میں اپنی محبت، شکر اور احسان مندی کے جذبات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ آپ نے گزرے زمانے کی یاد تازہ فرما دی اور ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عید والے دن مسجد اقصیٰ میں عربی زبان میں ارشاد فرمودہ خطبہ الہامیہ یاد آ گیا۔‘‘

مکرم تمیم صاحب۔ اردن:

’’سیدی، خاکسار نے یوم مسیح موعود علیہ السلام کے موقع پر حضور انور کا عربی زبان میں خطاب سنا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور انور کو خاص خارق عادت توفیق سے نوازا۔ اور آپ کے خطاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی اسلوب کی روح پھونک دی۔ حضور انور کا خطاب جمالِ مضمون کے ساتھ جمالِ زبان و بیان کا بھی حسین امتزاج تھا۔ حضور انور کا خطاب عربوں کے لئے ایک قیمتی تحفہ تھا جس نے ہر چھوٹے بڑے کے دل کو فرحتوں اور مسرتوں سے بھر دیا اور عربی زبان میں پیارے آقا کی باتیں سننے کی پیاس بھی بجھائی۔

مَیں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ حضور انور کا یہ خطاب آپ کی قرآن کریم سے گہری وابستگی اور شدید محبت کا عکّاس ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو؟ کیونکہ آپ خدا کے خلیفہ ہیں اور نبی کریم کی عترت طیبہ میں سے ہیں۔ جس خدا نے حضور انور کو قرآن کریم کی باطنی برکات کے فیوض سے مالا مال فرمایا ہے اس نے آپ کو قرآن کریم کی ظاہری برکات کا فیض بھی عطا فرمایا ہے۔ ان دونوں باتوں کا اظہار آج ہم نے اس خطاب کی صورت میں دیکھ لیا۔

سیدی حضور انور کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ بھی مختلف مواقع پر حضور عربوں کو ایسی شفقتوں سے نوازتے رہیں کیونکہ اس کا ان پر بہت غیر معمولی اثر پڑے گا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔‘‘

مکرم ماہر صاحب۔ تیونس:

’’سیدی حضور انور کا عظیم خطاب سن کر اور اسلام کے لئے حضور انور کے درد کو جان کر جذبات پر قابو نہ رہا۔ آپ کا خطاب حدیث نبوی: ہر ایک نگران ہے اور اسے اسکی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا، کی عملی تصویر تھا۔

پیارے آقا کا خطاب بے شمار عظیم برکات کا مجموعہ تھا اور آپ کی عظیم شخصیت اور عظیم ایمان واخلاص کا عکّاس تھا۔ آپ نے عربی زبان میں یہ خطاب فرما کر عربی زبان کی اور ہم عربوں کی عزت افزائی فرمائی ہے۔ حضورِ انور کی باتوں سے ہمیں اس بات کا احساس ہوا کہ آپ کو عربوں کا کس قدر خیال ہے اور آپ ان کے لئے ہر قسم کی خیر کے متمنی ہیں۔ اور آپ کے عربوں سے محبت کے بارہ میں غیر معمولی جذبات کو لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ جب میں آپ کا عربی خطاب سن رہا تھا تو میرا دل خوشی سے پھولے نہ سماتا تھا ایسے لگتا تھا جیسے میں کسی جنت میں داخل ہو گیا ہوں۔

حضور انور کے خطاب کا ہر ہر لفظ اس بات کی دلیل تھا کہ یہ ایک امن وسلامتی کے سفیر کے دل سے نکل رہا ہے جو ہر انسان کے لئے یہی چاہتا ہے کہ اسے بھی روحانی تسکین اور سلامتی مل جائے نیز یہ بھی خواہش رکھتا ہے کہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی مخفی روح کے ذریعہ آسمان سے حضور انور کی تایید ہو رہی تھی اور حضور کی زبانی وہ روح بول رہی ہے۔‘‘

مکرمہ جہاد صاحبہ۔ مصر:

’’ہماری حیرت اور خوشی کی انتہا نہ تھی۔ میں نے قبل ازیں خواب میں بھی دیکھا تھا کہ حضور انورِ میرے ساتھ عربی زبان میں گفتگو فرما رہے ہیں۔ اب حضور انور کو اپنے سامنے جاگتی آنکھوں سے عربی زبان میں بولتے سنا تو بہت خوش ہوئی۔‘‘

مکرم ہشام صاحب۔ مصر:

’’یہ خطبہ نہایت اعلیٰ اور دلائل وبراہین سے معمور تھا۔ اسکا خلاصہ یہ ہے کہ احیاء اسلام کی مشعل اب اس کے ہاتھ میں ہو گی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق رجال فارس کا پیروکار ہوگا۔

اے وہ شخص جس سے انبیاء کی خوشبو پھوٹتی ہے، آپ نے ہمارے دلوں کی تشفی کر دی، ہم آپ کو براہ راست بغیر کسی ترجمان کے سن رہے تھے اور سمجھ رہے تھے۔ آپ نے ہمارے سینے ٹھنڈے کر دیئے اور ہمارے سر فخر سے بلند کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح پر فتح عطا کرتا چلا جائے آمین۔‘‘

مکرم جہاد صاحب۔ اردن:

’’آج اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا پر عمومًا اور اہل عرب پر خصوصًا حضور انور کے خطاب کی صورت میں نعمت اتاری ہے۔ اس خطاب کو سننے کے دوران میرے جذبات میں عجیب تلاطم تھا۔ خوشی اور فخر کے جذبات اُمڈ آئے تھے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اپنے گھر کے باہر سڑک پر نکل کر بلند آواز سے کہوں کہ اَللّٰہُ اَکْبَر، جَاءَ الْمَسِیْح۔ ان جذبات میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی نصرت اور غلبہ کے جلد ملنے پر خوشی کے جذبات بھی تھے اور نہ ماننے والے لوگوں کے بارہ میں خوف بھی تھا۔

اس خطاب کے کلمات ہمارے لئے ایسا راستہ متعین کرتے ہیں جو صراط مستقیم ہے۔ میرے خیال میں اس خطاب سے ایک نئے عہد کا آغاز ہوا ہے۔‘‘

محترمہ نسیبہ صاحبہ۔ الجزائر:

’’حضور! آپ کے دیدار اور خطاب سے متاثر ہونے کے جذبات کی ترجمانی میری آنکھوں سے اُمڈ آنے والے آنسوؤں سے اچھی کوئی چیز نہیں کر سکتی، جبکہ میں پوری عقل اور دل اور روح کے ساتھ اپنے میاں کے ساتھ بیٹھی یہ عظیم خطاب سن رہی تھی۔

مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ گویا میں خود حضور انور کی مجلس میں موجود ہوں اور آمنے سامنے آپ کا خطاب سن رہی ہوں۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ اتنا عظیم الشان عربی کلام میں نے پہلے کبھی نہیں سنا، حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام بھی جس میں عربوں کو مخاطب کیا ہے حالانکہ میں نے اسے کئی دفعہ پڑھا ہے لیکن آج ایک نئی شان اور عظمت کے ساتھ سنا اور اس کی قوی اور بلیغ تاثیر کو محسوس کیا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے حضور علیہ السلام خود ہم سے مخاطب ہیں اور میں آپ کے سامنے بیٹھ کر اسے سن رہی ہوں۔ ابھی تک اس واقعہ کا اثر میرے دل پر ہے۔ اور آپ کے چہرہ مبارک کا نور اور ضیاء اور برکت ہم پر جلوہ گر ہوئی۔‘‘

مکرم کریم صاحب۔ یمن:

’’خدا تعالیٰ نے اس مبارک دن سے ہمارا اکرام کیا ہے کہ حضور انور خود تمام عربوں کو اُن کی اپنی زبان میں پیغام پہنچا رہے ہیں۔ اِنَّا مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ۔ اللہ آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔‘‘

محترمہ یسریٰ صاحبہ:

’’جونہی میں نے یہ سنا کہ حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک میں ہمیں پیغام دیں گے تو دل میں غیر معمولی جذبات موجزن ہوئے، لیکن حیرت نہیں ہوئی کیونکہ میرا دل یہ کہتا تھا کہ ان مبارک دنوں میں کوئی خاص واقعہ ہوگا۔ یہ وقعہ بہر حال اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کہ حضور ہمیں خود ہماری زبان میں خطاب فرمائیں۔ اس کے جواب میں لبیک یا امیر المؤمنین ہی عرض کرتی ہوں۔‘‘

مکرم غلاوی عثمان صاحب۔ اٹلی:

’’حضور کل کا دن بڑا ہی مبارک اور عظیم دن تھا۔ خطاب سن کر میری تو آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ آپ کی آواز ایک دوا کے طور پر تھی۔ ہماری خواہش ہے کہ آئندہ آپ تمام خطاب عربی میں ہی فرمایا کریں۔‘‘

محترمہ رقیق صاحبہ۔ الجزائر:

’’اس خطاب نے ایک زلزلہ برپا کر دیا ہے۔ اے خدا بیشمار دلوں کو اس طرف مائل کر دے۔

یہ خطاب تو پتھروں میں بھی حرکت پیدا کرنے والا ہے چہ جائیکہ انسانی دل۔ حضور کے اس خطاب کی عظمت اور تاثیر ساری عمر میرے دل میں رہے گی۔ حضور کا خطاب سن کر دل بڑے جوش سے دھڑک رہا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضور سامنے کھڑے خطاب فرما رہے ہیں۔ اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔‘‘

مکرم بوزید یزید صاحب۔ اٹلی:

’’حضور! میری بڑی تمنا تھی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کسی عربی کلام کی ریکارڈنگ موجود ہوتی، لیکن حضور کا خطاب سن کر یوں لگا کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود ہمارے سامنے خطاب فرما رہے ہیں۔ میں اس سے بہت متاثر ہوا ہوں۔‘‘

محترمہ امۃ الحئی ورنا محمد شریف صاحبہ۔ کبابیر:

’’جونہی آپ کی تصویر ایم ٹی اے پر نظر آئی اور آپ نے عربی میں بولنا شروع فرمایا تو خوشی اور سعادت سے ہمارے آنسو نکل آئے۔‘‘

مکرم محمد صاحب۔ سیریا مقیم ترکی:

’’حضور! آپ کے خطاب کو سن کر ایسا لگا کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بنفس نفیس خطاب فرما رہے ہیں اور ایسے موقعہ پر میں تو خود پر کنٹرول نہیں رکھ سکا اور رواں آنسوؤں کے ساتھ سجدہ میں گر گیا اور یوں محسوس ہوا کہ میرے اندر ایک نئی روح آ گئی ہے۔ جب آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عربوں کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا ہے تو میں نے کہا بالکل سچ ہے کہ عربوں کی اصلاح اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی گروہ کے پاس نور محمدی ہوتا تو وہ یقیناً ان عربوں کو منظّم کرنے اور ان کی اصلاح میں کامیاب ہو جاتا۔ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے وہ یقیناً عربوں سے بھی محبت رکھتا ہے۔‘‘

مکرم سامح صاحب۔ مصر:

’’جس طرح عربی زبان کو یہ فخر حاصل ہے کہ قرآن کریم عربی میں ہے، اب اسے ایک اور فخر اور جمال حاصل ہوا ہے کہ اس زمانہ میں انسانیت کے لئے فخر انسانیت کی زبان میں کلام ادا ہوا۔ سیدی امام الزمان حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدک اللہ بنصرہ العزیز، آپ نے عربی میں خطاب فرما کر ہمارے دلوں کو ٹھنڈ پہنچائی ہے اور ہمارے دلوں کو موہ لیا ہے۔ مجھ پر تو سارے خطاب کے دوران ہی ہیبت اور جلال طاری رہا۔‘‘

مکرم مازن صاحب سیریا مقیم مصر:

’’سیدی! ہم نے آپ سے شرف حاصل کیا اور پھر آپ کے خطاب سے مشرف ہوئے جس سے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عربوں کے لئے محبت چھلکتی تھی۔ حضور! آپ نے خوش کر دیا ہے اور ہمیں غریب الوطنی کے ہم وغم کو بھلا دیا ہے۔ میں نے محسوس کیا میرا دل خوشی سے سینے سے باہر نکل گیا اور آپ کے ساتھ چودہ سو سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جا پہنچا جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت ومہربانی سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر دست مبارک رکھا۔ آپ کا یہ فقرہ بہت دل کش ہے گویا آپ کی زبان مبارک سے موتی اور مَرجان جھڑ رہے ہیں۔

میں نے یہ تاریخ نوٹ کر لی ہے کہ اس دن احمدی عربوں کے لئے دو عیدیں تھیں اور مجھے یقین ہے کہ عربوں کے لئے یہ ایک عظیم موڑ ہے اور انہیں بکثرت امام الزمان پر ایمان لانے کی توفیق ملے گی۔ حضور آپ کا پیغام ہمیں پہنچ گیا ہے اور ہم بدل وجان عرض کرتے ہیں لبیک یا امیر المؤمنین سمعًا و طاعةً۔‘‘

مکرم ربیع مفلح صاحب۔ کبابیر:

’’حضور انور کے عربی خطاب نے ہمارے اور ان تمام لوگوں کے دلوں پر گہرے نقوش چھوڑے جن کو میں نے یہ خطاب سننے کو کہا تھا۔ حضور انور کے الفاظ کی ادائیگی اور طرز بیان بہت اچھا تھا۔ میری درخواست ہے کہ آئندہ بھی حضور کبھی کبھار عربی میں خطاب فرمایا کریں۔‘‘

مکرم اسحاق صاحب۔ اردن:

’’حضور انور کا عربی میں خطاب سن کر بے اختیار منہ سے نعروں کی صورت میں اللہ اکبر اللہ اکبر نکل گیا۔ سارے

R & R

CAR SERVICES LTD

Abdul Rashid

Diesel & Petrol Car Specialist

Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ

Tel: 020 8877 9336

Mob: 07782333760

گھر والے میرے نعروں کا سبب معلوم کرنے کے لئے جمع ہو گئے اور حضور کا خطاب سننے بیٹھ گئے اور حضور انور واضح اور خوبصورت کلام سے سب بہت محظوظ ہوئے۔''

مکرم الیاس صاحب۔کینیڈا:

''حضور کا اس تاریخی موقع پر خطاب کرنا ہم عربوں کے لئے بہت باعث عزت وشرف ہے۔ پھر ساتھ حضرت مسیح موعود کے کلام کا کچھ حصہ سونے پر سوہاگہ تھا۔ حضور انور کے کلمات نے دوبارہ ہمیں سستیاں دور کرنے اور اپنی ذمہ واریوں کو سمجھنے کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ ہم ایک بار پھر لبیک لبیک کہتے ہوئے جاء المسیح جاء المسیح کا پیغام دنیا میں پھیلائیں گے۔''

مکرمہ یمنہ صاحبہ۔فرانس:

''حضور کے خوبصورت کلام نے ہمارے دلوں کو موہ لیا اور ہمیں گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں پہنچا دیا۔''

مکرمہ فجر صاحبہ، اہلیہ مکرم تمیم صاحب:

''حضور انور کا عربی میں خطاب سن کر بہت خوشی ہوئی۔ ہم سب حضور انور کی عربوں پر اس ذرہ نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔''

مکرمہ منال موسی اسعد صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شریف صاحب:

''حضور انور کی زبان سے عربی میں خطاب سن کر میرے جو احساسات ہیں ان کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی۔ حضور انور کا اس تاریخی خطاب پر شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔''

مکرمہ خلود مناع عودہ صاحبہ۔کبابیر:

''حضورِ انور کے عربی میں خطاب سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ حضور کے کلمات تمام سننے والوں کے دلوں کی گہرائیوں تک پہنچے، الحمد للہ۔ حضور انور کا خطاب احمدی بلکہ تمام عربوں کے لئے ایک عظیم تحفہ تھا۔''

مکرم معاذ عمر صاحب۔کبابیر:

''ہم حضور انور کی آواز پر صدق دل سے لبیک کہتے ہیں۔ جب میں حضور کا خطاب سن رہا تھا تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی خواب دیکھ رہا ہوں اور دل سے دعا نکلی کہ کاش یہ خواب کبھی ختم نہ ہو۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو رواں تھے۔''

مکرمہ نور صاحبہ۔گھانا:

''دھڑکتے دلوں کے ساتھ حضور انور کا عربی میں خطاب سنا۔ دعا ہے کہ یہ دن اور یہ خطاب ساری دنیا کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب ہو اور تمام لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔''

مکرم قاسم صاحب۔اردن:

''یوم مسیح موعود کے تاریخی موقع پر آپ نے عربی میں خطاب کر کے جو ذرہ نوازی فرمائی ہے اس پر حضور انور کا ہزاروں بار شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اپنے جذبات کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ ہم حضور سے عہد کرتے ہیں کہ ہم خلافت کے ہمیشہ مخلص اور وفادار رہیں گے اور ہر چیز اس راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔

مکرم عصام صاحب۔مراکش:

''جب حضور انور عربی میں خطاب فرما رہے تھے تو مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ شعر یاد آرہا تھا جس میں حضور نے فرمایا ہے: عِیْدٌ لِأَقْوَامٍ لَنَا عِیْدَانِ یعنی دوسروں کی تو ایک عید ہے لیکن ہمارے لئے دو عیدیں ہیں۔

مکرم عزالدین صاحب:

''حضور انور کا عربی خطاب سنا، یوں لگتا تھا جیسے الفاظ حضور انور کے منہ سے نہیں بلکہ دل سے نکل رہے ہوں۔ ان میں سے نور نکل رہا تھا جو ہر طرف پھیل رہا تھا۔''

مکرم ہانی صاحب۔مصر:

''میرے خیال میں یہ ایم ٹی اے کا سب سے اچھا پروگرام تھا۔ حضور انور کا عربی میں خطاب ایک خوبصورت surprise تھا۔ خوشی سے دل بلیوں اچھل رہے تھے۔ یوں محسوس ہوا جیسے دل سے ایمان کا ایک چشمہ پھوٹ رہا ہے۔ حضور انور کے کلمات دل میں اترے جا رہے تھے۔ ان کے عجیب اثر سے آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ یوں لگا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے خطاب فرما رہے ہوں۔''

مکرم عبدالقادر صاحب و فیملی۔فلسطین:

''سیدی! آپ کو پہلی دفعہ عربی زبان میں خطاب فرماتے سن کر عظیم فرحت و سعادت کا احساس ہوا۔ جب آپ ''سیدی و مطاعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کے الفاظ ادا فرماتے تھے تو ان کا ہمارے دلوں پر غیر معمولی اثر ہوتا تھا۔ کاش عربوں کو آپ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس عظیم محبت پر اطلاع ہو۔''

مکرم ماہر صاحب۔سیریا:

''میں اس خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں اور خوشی سے جھومنے لگا، میری سعادت اور خوشی کے اظہار کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔''

مکرمہ بشریٰ صاحبہ: سپین

''میں نے خطاب کے دوران الفاظ پر غور نہیں کیا کیونکہ آپ کی آسمانی عربی آواز کو سن کر ہی مخمور ہو رہی تھی اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ میرے حبیب رسول اللہ مجھے بلا رہے ہیں۔

بچپن میں میری خواہش ہوتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھوں اور آپ سے باتیں کروں۔ اب آپ کے خطاب کو سن کر مجھے بالکل ایسا ہی محسوس ہوا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مقدس میں حاضر ہوں۔ آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ ختم نہیں ہوتے۔ آپ کے شکریہ کا حق ادا کرنے کے لئے تو کئی صفحے چاہئیں۔ آپ کی محبت و شفقت ہمارے لئے والدین سے بھی زیادہ ہے۔''

پھر ایک اور خط میں لکھتی ہیں:

''سیدی! یہ خط مصر کے چار نونہالان جماعت سارہ، مریم (جو میری بچیاں ہیں) اور ادہم اور سلمی (جو کہ برادرم احمد رضا صاحب کے بچے ہیں) کی طرف سے ہے۔ وہ کہتے ہیں: حضور ہمیں آپ سے بہت محبت ہے۔ کل ایک بڑی پیاری بات ہوئی کہ آپ کے خطاب سے قبل اچانک لوڈشیڈنگ کے معمول کے مطابق بجلی منقطع ہو گئی۔ لیکن ہم خاموش بیٹھے رہے اور دعا کرنے لگے اور خدا کی قدرت کہ عین آپ کے خطاب کے وقت صرف نصف گھنٹہ کے بعد بجلی آگئی حالانکہ عام طور پر بجلی ایک گھنٹے سے زیادہ جاتی ہے۔ الحمد للہ ہم نے خطاب سنا اور بہت خوش ہوئے۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمیں احمدیت کے خادم بنائے۔''

مکرم ہانی طاہر صاحب: لندن

''سیدی! عظیم الشان تاریخی خطاب کی مبارک باد قبول فرمائیں جس نے ہماری روحانیت میں اضافہ کیا اور ہر احمدی پر اثر انداز ہوا۔ خطاب کا مضمون بہت دلکش تھا اور اس میں منظر کشی بہت پیاری تھی جہاں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا ذکر فرمایا، ایسا خیال کسی ملہم کو ہی آسکتا ہے۔''

مکرم منصور صاحب، مکرم رضوان صاحب، مکرم بلقاسم صاحب۔فرانس:

''حضور آپ کے عربی خطاب نے ہم سب پر بہت اثر کیا ہے اور ہمیں آپ کو لکھتے ہوئے بڑی سعادت کا احساس ہو رہا ہے۔''

محترمہ سریہ ولید صاحبہ۔کبابیر:

''اللہ کرے کہ یہ پیغام اس کرہ ارض کے تمام ساکنان کے دلوں میں داخل ہو اور انہیں یقین ہو کہ مسیح آگیا ہے۔''

مکرم سماح صاحبہ۔فلسطین:

''حضور کی زبان سے عربی میں خطاب سن کر جو احساس تھا اس کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ حضور انور کا پہلا جملہ ہی ہمارے لئے اس لحاظ سے کافی تھا کہ جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کم ہے۔ حضور کا خطاب بہت مؤثر تھا۔''

مکرم قاسم صاحب۔لبنان:

''حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطاب نے قلب و روح کو نیک اثر، روحانیت اور اطمینان سے بھر دیا۔ حضور انور کی شیریں آواز اور آپ کی زبان مبارک سے عربی کلمات کی ادائیگی نے دل کے تاروں کو چھو لیا، اور یہ بات روحانی سیری کا باعث ٹھہری۔

میں نے اپنے دل میں حضور انور کے دل کی دھڑکن اور سینے کے غم کو محسوس کیا۔ میں نے حضور انور کو دیگر زبانوں میں بھی بات کرتے ہوئے سنا ہے لیکن عربی زبان میں بات سننے کا اپنا ہی حسن تھا۔''

مکرم ڈاکٹر محمد مسلم صاحب:

''الحمد للہ۔ آج کا دن عربوں کے لئے ایک ایسی یادگار عید ہے جسے کبھی بھلایا نہ جا سکے گا۔

سیدی امیر المؤمنین! آپ پر میرے ماں باپ اور اولاد اور میرا سب کچھ قربان ہو۔ آج ہم آپ سے آپ کی اطاعت کے عہد کی تجدید کرتے ہیں۔''

مکرم نزار نصری صاحب۔سپین:

''یہ ہمارے لئے ایک اعزاز ہے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی کتاب اور اسکے رسول کی زبان میں حضور انور کے خطاب کو سننے کا موقعہ ملا۔''

مکرمہ شعار صاحبہ۔سیریا:

''میں اپنے جذبات کو بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ حضور انور کے عربی خطاب نے ہمارے سینے ٹھنڈے کر دیئے۔ ہمیں آج کے دن عید کی سی خوشی ہو رہی ہے۔''

مکرم اشرف صاحب۔فلسطین:

''اے امیر المؤمنین! اے امیر القلوب! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ نے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا، اور آنکھوں سے آنسو جاری کرا دیئے۔

سیدی آپ نے اس خطاب میں ہمیں مددگار بننے کے لئے بلایا ہے، اس کے جواب میں ہم لبیک کہتے ہیں۔ ہم اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں تا اسلام کے غلبہ کا خدائی وعدہ پورا ہو سکے۔''

مکرم منصور صاحب۔لبنان:

''پیارے حضور کے عربی زبان میں خطاب نے ہمارے سینوں میں ٹھنڈ ڈال دی ہے اور ہم چاہتے تھے کہ کاش یہ خطاب چلتا رہتا اور کبھی ختم نہ ہوتا۔''

مکرم طالبی صاحب۔الجزائر:

''حضور انور کا خطاب ایک سیلِ رواں تھا اور نورٌ علیٰ نور کی کیفیت لئے ہوئے تھا۔''

مکرم یوسف صاحب سیریا:

''حضور انور کے خطاب کی بہت بہت مبارک ہو۔ ہم سب احمدیوں کا فرض ہے کہ آج کے دن حضرت مسیح موعود کی سچائی ثابت کرنے کے لئے پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔''

مکرم نشوان صاحب۔صنعاء، یمن:

''جب حضور انور نے خطاب شروع فرمایا تو میرے بدن پر ایک عجیب ہیبت، رعب اور کپکپی طاری ہو گئی۔ میرے قلب و روح اور تمام اعضاء میں ایک غیر معمولی احساس کے ڈیرے تھے۔ میرا دل ایک ایسے طائر کے دل کی طرح دھڑک رہا تھا جس نے ابھی ابھی ہواؤں میں پرواز کرنا سیکھا ہو اور وہ چاہتا تھا کہ حضور انور کے کندھے مبارک پر جا بیٹھے اور حضور انور سے معانقہ کرے اور آپ کے سر مبارک اور چہرہ شریف کے بوسے لے۔

حضور انور کے خطاب کے دوران میں چشم تصور سے ان کروڑہا احمدیوں کو بھی دیکھ رہا تھا جو تمام دنیا میں حیرانی اور تعجب کی تصویر بنے ٹی وی کے سامنے ایسے بیٹھے تھے جیسے انکے سروں پر پرندے ہوں۔ اس تصور نے میری آنکھوں کو آنسوؤں سے بھر دیا اور ایک عجیب سرور و خشوع کی کیفیت طاری ہو گئی۔''

مکرمہ اسماء صاحبہ۔فلسطین:

''حضور انور کا عربوں سے عربی زبان میں خطاب ایک انمول تحفہ تھا۔ عربوں کی حالت پر آنکھیں اشکبار ہیں۔ آج عربی امت عزتوں کے بعد ذلتوں کی اتھاہ گہرائیوں میں گری ہوئی ہے۔ اب حضور انور کے خطاب نے اس امت کو دوبارہ عزت کی امید دلائی ہے۔ اب عربی امت کو چاہئے کہ اپنی نیند سے بیدار ہو جائے اور اس پیغام کو سنے۔

حضور انور کے خطاب کے بعد مجھے اپنے عربی ہونے پر مزید فخر ہونے لگا ہے۔''

محترمہ بثینہ منصور عودہ صاحبہ۔کبابیر:

''حضور! جب ہم نے یہ عظیم خوشخبری سنی کہ حضور ہم سے عربی میں خطاب فرمائیں گے تو یوں لگا کہ عید دوبارہ آنے والی ہے۔ چنانچہ میں نے عید کی تیاری کے لئے گھر کی صفائی کی اور اپنے حبیب حضور انور کے عربی میں خطاب کا انتظار کرنے لگی۔ ہم نے حضور کے الفاظ کو دلوں میں اترتے دیکھا۔ اور ان مبارک کلمات کے ساتھ دل خوشی سے رقص کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق میں اضافہ ہوا، میں نے محسوس کیا کہ اب مزید کسی دنیا کی ضرورت نہیں۔ اس محبت کے دائمی ہونے اور استقامت اور روحانی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔''

محترمہ سید صاحب۔مصر:

''حضور آپ کا جلیل القدر خطاب سن کر قرآنی آیت (وَ عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ) ذہن میں آئی۔ اس خطاب کی تیاری کے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عاشق صادق مسیح موعود علیہ السلام کی برکات نظر آتی ہیں۔ کل برکة من محمد و تبارک من علم و تعلم۔''

محترمہ جنان صاحبہ۔سیریا:

''حضور! چند گھڑیوں نے ہمارے جذبات کو ہلا دیا ہے، ایسی عظیم الشان نعمت ہمارے گھروں میں اتری کہ گویا حضرت امام مہدی کی روح ہمارے جسموں میں حلول کر آئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نے ہمیں ڈھانپ لیا ہے۔ یہ عظیم الشان گھڑیاں محض چند سیکنڈوں میں ہی گزر گئیں، میرے دل نے آپ کے سورج سے نور حاصل کیا اور میرا نفس آپ کے بدر سے منور ہوا۔

حضور آپ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان

مبارک سے کلام فرمانے کی مہک سب جگہ پھیل گئی اور اس زمانہ کو یاد کر کے میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے، آپ نے اس خطاب سے ہمارے سینوں کو شفا بخشی ہے۔ سب گھر والے اور دوست احباب خوش ہیں جبکہ دشمنوں کے مونہوں پر تاریکی چھا گئی ہے۔

سیدی، ہم احمدی تو آپ کی طرف محبت اور اطاعت کے جذبات سے کھچے چلے آتے ہیں پس اے سیدی ہمیں اپنی باران شفقت سے محروم مت رکھئے، اور بار بار ہمیں اپنے نور سے منور فرمائیے۔ آپ ہمارے جسموں کی روح ہیں۔ خدا کی قسم اگر ہمیں طاقت ہو تو آپ کے پاس گھٹنوں کے بل چل کر حاضر ہو جائیں۔ آپ نے ہمارے دلوں کو خدا اور رسول کی محبت سے بھر کے، قرآن کریم کی طرف راغب فرما کے، اور ہمارے لئے فضیلتوں کی شمعیں جلا کر ہمیں کفر و جہالت کی تاریکیوں سے بچا لیا۔ اور ہمارے ہاتھ پکڑ کر رضا اور ہدایت اور ایمان کے رستوں پر گامزن فرما دیا ہے۔

حضور نے اتنی مصروفیات کے باوجود ہمارے اکرام کے لئے وقت نکالا ہے تو ہم ان شفقتوں اور مہربانیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔''

مکرمہ نور صاحبہ۔ گھانا:

''حضور انور کے کلمات ہمیشہ کی طرح ہمارے دلوں میں اترتے چلے گئے لیکن اس باران کے ساتھ مسرتوں کے آنسو بھی جاری تھے کیونکہ حضور انور کی زبان مبارک سے یہ کلمات ہماری عربی زبان میں ادا ہو رہے تھے، انکی مٹھاس کو محسوس کر کے حضور انور سے ملاقات کا شوق مزید بڑھ گیا۔''

مکرمہ حسنیہ صاحبہ فلسطین:

''اس خطاب سے خلافت کی عظمت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کی عظمت مزید روشن ہو گئی ہے۔ ہمیں یوں احساس ہوا جیسے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کے زمانے کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔''

مکرم غانم احمد صاحب۔ اردن:

''ہمیں حضور انور کے عربی زبان میں خطاب کی اشد ضرورت تھی۔ اور قرآن و نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں حضور کا خطاب ہمارے لئے عظیم فرحتوں اور خوشیوں کا موجب بنا۔ حضور انور کے ایم ٹی اے پر عربی زبان میں خطاب کا عربوں پر خصوصاً اور پوری دنیا پر عموماً غیر معمولی اثر پڑے گا۔''

محترمہ رائدہ موسیٰ صاحبہ۔ کبابیر:

''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ میں نے قبل ازیں بھی کئی مرتبہ پڑھے اور مختلف پروگراموں میں سنے بھی ہیں لیکن حضور انور کی زبان مبارک سے ان کی اور ہی شان اور تاثیر تھی اور غیر معمولی وزن تھا۔ مجھے عربی زمان سے پہلے ہی بہت محبت ہے لیکن حضور کی زبان مبارک سے سن کر یہ محبت بہت بڑھ گئی ہے۔ میں نے خطاب کا حرف حرف سنا اور ایسا لگ رہا تھا کہ میں کسی اور ہی دنیا میں ہوں اپنے گھر میں نہیں ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔''

مکرم علاء صاحب و اہلیہ محترمہ قمر صاحبہ سعودیہ:

''حضور! ایک خواب تھا کہ ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو عربی میں خطاب فرماتے سنیں اور بغیر کسی مترجم کی وساطت کے براہ راست حضور کے الفاظ سے حظ اٹھائیں۔ خدا تعالیٰ نے یوم مسیح موعود کے موقعہ پر اس خواب کو حقیقت میں بدل کر دکھا دیا۔''

مکرم ہانی صاحب۔ مصر:

''حضور کی زبان مبارک سے عربی میں خطاب سن کر بہت خوشی اور سعادت کا احساس ہوا، خدا جانتا ہے کہ ہمیں آپ سے کتنی محبت ہے اور آپ کی ہمارے دلوں میں کس قدر عزت ہے۔''

محترمہ غادہ صاحبہ اہلیہ مکرم غانم أحمد صاحب، و عروب و نور الہدیٰ صاحبہ اردن:

''حضور آپ کے اس عظیم الشان خطاب کا بڑی شدت سے انتظار رہا اور حضور کا پیغام سن کر بہت مزا آیا اور خوشی ہوئی۔ اللہ کرے کہ اس قسم کے خطابات بار بار ہوں تا ہمارے علم و حکمت میں اضافہ ہو۔''

محترمہ عنایت اسماعیل صاحبہ۔ کبابیر:

''اللہ کرے کہ اس خطاب کا اثر تمام امت پر ہو اور ہم آپ کی توقعات پر پورا اترنے والے ہوں۔''

مکرم فؤاد صاحب۔ فلسطین:

''سیدی، حضور انور کا عربی زبان میں خطاب فرمانے پر بہت بہت شکریہ۔

میں شدتِ جذبات کی وجہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پورے خطاب کے دوران بیٹھ نہ سکا۔ دل کے احساسات و جذبات کو لفظوں میں بیان کرنا محال ہے۔''

مکرم یاسر جلال عودہ صاحب۔ کبابیر:

''حضور انور کا خطاب جب شروع ہوا تو میں کام پر تھا اور میری اہلیہ نے فون کیا۔ میں نے کہا کہ فون کو ٹی وی کے سامنے پکڑے رکھو اور بند نہ کرنا۔ میں نے کام چھوڑ دیا اور سارا خطاب فون پر سنتا اور وفور جذبات سے روتا رہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ ہمیں دکھایا۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ اسے عالم عرب کے لئے بہت برکات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔''

مکرمہ نسمہ صاحبہ۔ مصر

''حضور! آپ نے جیسے ہی ''إخواني و أخواتي'' کے الفاظ ادا فرمائے آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے، حضور آپ کا وجود تو ہمارے لئے ایک عظیم نعمت ہے۔ الحمد للہ کہ اس نے ہمیں امام الزمان کو پہچاننے اور ان پر ایمان لانے کی سعادت سے نوازا۔''

مکرمہ لینا صاحبہ۔ متحدہ عرب امارات

''جب حضور نے خطاب شروع فرمایا تو شدت ہیبت سے میرا جسم اور دل کانپ کر رہ گئے کہ میں خلیفۂ وقت کو اپنی زبان میں سننے کی سعادت حاصل کر رہی تھی۔ مجھے تو محسوس ہوا کہ میں خلافت راشدہ کے ایام میں جا پہنچی ہوں، خوشی ایسی تھی کہ بیان سے باہر تھی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام پاک ان کے خلیفہ کی زبانی خاتم الانبیاء کی زبان میں، گویا قوت قدسی پر قوت قدسی۔ اللہ کرے کہ اب عرب اس پیغام کی اہمیت کو سمجھ جائیں اور اس عظیم پیغام کے پیرو بن جائیں۔ حضور اب تو ایک ہی خواہش باقی ہے کہ حضور سے بلاد عربیہ میں ملاقات ہو۔''

مکرم الحاج راشد فائز خطاب صاحب کبابیر

حضور! ہم نے آپ کا عربی میں خطاب دار التبلیغ میں مکرم مربی صاحب کے ساتھ بیٹھ کر دیکھا، اللہ کی قسم اس وقت یہی محسوس ہو رہا تھا کہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے محو گفتگو ہیں اور انہیں صراط مستقیم کی ہدایت فرما رہے ہیں۔ حضور! ہم جہاں کہیں بھی ہوں آپ کے سپاہی ہیں، ہم آپ کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے ہر طرف سے اپنی روحوں سے آپ کی حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں۔''

مکرمہ نجود صاحبہ۔ کینیڈا

''حضور! آپ نے عربی میں ہم عربوں کو مخاطب کرتے ہوئے خطاب فرمایا، الحمد للہ کہ آپ عالم اسلام کے حقیقی ہیرو اور بطل ہیں جو اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے زنگ لگی تلوار نہیں بلکہ حقیقی اور وقت کے مطابق اسلحہ استعمال فرما رہے ہیں۔ اسی طرح ہماری جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب جماعتوں میں امتیازی مقام رکھتی ہے، باقی تمام جماعتیں تفرقہ کا شکار ہیں جبکہ ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے سائے تلے متحد ہے اسی لئے ایسے کام اسے کرنے کا موقعہ ملتا ہے جس سے لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔''

مکرم نبیل صاحب۔ فلسطین

''الحمد للہ کہ حضور انور نے یوم مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت سے ایم ٹی اے براہ راست نشریات میں عربی میں خطاب فرمایا جس میں حضور انور کی عربوں سے بے پناہ محبت چھلک رہی تھی، اس محبت اور اس کی لو کو محسوس کرتے ہوئے خوشی سے میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کو جزائے خیر سے نوازے۔ کہ آپ حقیقت میں 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' کے پیغام کو دنیا میں بہترین انداز میں پھیلا رہے ہیں۔''

مکرم موسیٰ اسعد عودہ صاحب۔ کبابیر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ اشارۃً فرمایا تھا کہ آئندہ زمانہ میں خلیفۃ المسیح عربوں سے عربی میں بھی مخاطب ہوں گے، الحمد للہ کہ حضور انور کے خطاب سے یہ پیشگوئی پوری ہو گئی، اور حضور انور نے زرّیں کلمات سے ہمارے دلوں کو جھنجھوڑ کر ہمارے عزائم کو جلا بخشی ہے۔

حضور! آپ کا خطاب ایک سر عام اعلان ہے کہ مسلمانوں کی شان و شوکت کا مدار اب اسی خطاب پر ہے۔ میں بھی احمدیت کے وسیع دائرہ میں اعتکاف کئے بیٹھا ہوں اور میرا سارا عزم اور وفا اسی کے لئے ہے۔''

مکرم ایمن المالکی صاحب۔ کبابیر

''حضور! آپ نے جو عربی میں خطاب فرمایا اور خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو پیغام عربی میں ہمیں پہنچایا اس کا ہم پر گہرا اثر ہے جو بیان سے باہر ہے اور جس نے ہم میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ اور جتنی مرتبہ بھی میں اس خطاب کو سنتا ہوں یہی لگتا ہے کہ پہلی مرتبہ سن رہا ہوں۔''

محترمہ سمیہ مسدور صاحبہ و ہشام الکداوی صاحب۔ اٹلی

''حضور کا عربی خطاب سن کے سعادت و فرحت کا احساس ہوا۔

سیدی! جب سے مَیں نے بیعت کی تو میری دل تمنا تھی کہ حضور خطاب عربی میں فرمائیں۔ الحمد للہ کہ دلی تمنا پوری ہوئی۔ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک میں خطاب فرماتے سن کر بہت عظیم سعادت کا احساس ہوا، حضور کے عربوں کے لئے اس قدر اہتمام اور ایم ٹی اے العربیہ کے عظیم الشان تحفہ عطا فرمانے پر حضور کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ۔ خاص طور پر اس خطاب کا یوم مسیح موعود علیہ السلام کے موقعہ پر عطا ہونا اور بھی لذت اور فرحت کا رنگ رکھتا ہے۔ مکرم شریف صاحب کا بھی شکریہ جن کے اصرار پر ہمیں یہ عظیم نعمت ملی۔''

مکرم المعز علی بخیت صاحب ہالینڈ

''یوم مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک باد قبول فرمائیں، ہم نے تمام پروگرام بڑے شوق سے سنے۔ آپ کا عربی میں غیر معمولی اور عظیم خطاب سن کر بھی خوب محظوظ ہوئے۔ آپ کے خطاب کے دوران خدا کا جلوہ عیاں تھا۔ حضور کی زبان مبارک سے نکلنے والے الفاظ دلوں پر اس طرح گر رہے تھے جیسے شہد کے قطرے زبانوں پر گرتے ہیں۔ آپ کے اس خطاب کی وجہ سے عربی زبان کو حسن و جمال اور شرف عطا ہوا، اور حقیقت یہ کہ آپ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے الفاظ کسی بھی زبان میں ہوں ان کا یہی اثر ہوتا ہے۔ اور ہم تو آپ کو روح کی زبان سے سنتے ہیں نہ کہ اس ظاہری زبان سے۔

جہاں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات کا تعلق ہے تو ان کا تو حد و حساب ہی کوئی نہیں۔''

فوزی شویکی صاحب۔ کبابیر

''جو پیغام آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں دیا ہے اس سے لگتا ہے کہ کوئی اہم واقعہ عربوں کے ساتھ ہونے والا ہے۔ کاش یہ لوگ اس ندا کو سنیں لیکن افسوس ہے کہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود دل انکاری ہیں۔''

....

اس کے علاوہ بھی عرب ممالک سے سینکڑوں احباب نے اس معرکۃ الآراء خطاب کے بعد پسندیدگی اور مبارکباد کے پیغامات ارسال کئے جن کو یہاں درج کرنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام میں کسی بھی طور سے معاونت کرنے والوں کو احسن الجزاء عطاء فرمائے اور محض اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو اس تاریخ ساز موقعہ کا امین بناتے ہوئے اسے مستقبل میں آئندہ ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ اور ہم سب کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

احباب درج ذیل الیکٹرانک لِنک کے ذریعے اس پیغام سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔

www.youtube.com/mtaonline1

(arabic message تلاش کریں)

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس پروگرام کے نیک و بابرکت نتائج ظاہر فرمائے اور حضرت خلیفۃ المسیح کے پیغام اور اس پروگرام کے ثمرات سے عرب دنیا کو بالخصوص اور تمام عالم کو بالعموم فیضیاب فرماتا چلا جائے۔ آمین

{(اس رپورٹ کی تیاری میں ادارہ الفضل انٹرنیشنل دفتر پرائیویٹ سیکرٹری (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)، عربک ڈیسک لندن اور وکالت تعمیل و تنفیذ برائے انڈیا، نیپال اور بھوٹان کے تعاون کا شکرگزار ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء)}۔

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

خلافت کا نظام مذہب کے دائمی نظام کا حصہ ہے اور خداتعالیٰ کی ازلی تقدیر کا ایک زبردست کرشمہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بطور اصول کے ارشاد فرماتا ہے کہ دنیا میں دو طرح کی چیزیں پائی جاتی ہیں۔ایک وہ جن کا وجود محض عارضی اور وقتی حالات کا نتیجہ ہوتا ہے اور ان میں بنی نوع انسان کے کسی حصہ کے لئے کوئی حقیقی فائدہ مقصود نہیں ہوتا اور دوسری وہ جو نظام عالم کا حصہ ہوتی ہیں اور لوگوں کے لئے ان میں کوئی نہ کوئی فائدہ کا پہلو مقصود ہوتا ہے۔مقدم الذکر چیزیں دنیا میں جھاگ کی طرح اٹھتی اور جھاگ کی طرح بیٹھ جاتی ہیں۔مگر مؤخرالذکر چیزیں جم کر زندگی گزارتی ہیں اور انہیں دنیا میں قرار حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ خداتعالیٰ فرماتا ہے (-) (سورۃ:رعد) یعنی جھاگ کی قسم کی چیز تو آناً فاناً گزر کر ختم ہو جاتی ہے مگر نفع دینے والی چیز جم کر زندگی گزارتی ہے اور دنیا میں قرار حاصل کرتی ہے۔اس اصل کے ماتحت ہم صحیفہ قدرت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ لطیف منظر نظر آتا ہے کہ جو چیز بھی دنیا کے لئے کسی نہ کسی جہت سے مفید ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کے قائم رہنے کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام کر رکھا ہے۔حتیٰ کہ ادنیٰ سے ادنیٰ جانوروں اور حقیر سے حقیر جڑی بوٹیوں کی بقائے نسل کا انتظام بھی موجود ہے اور قدرت کا مخفی مگر زبردست ہاتھ انہیں مٹنے اور ناپید ہو جانے سے بچائے ہوئے ہے اور صحیفہ عالم کے زیادہ گہرے مطالعہ سے یہ بات بھی مخفی نہیں رہ سکتی کہ جتنی کوئی چیز بنی نوع انسان کے لئے زیادہ مفید ہوتی ہے اتنا ہی خداتعالیٰ کی طرف سے اس کی حفاظت کا انتظام زیادہ پختہ اور زیادہ وسیع ہوتا ہے۔قرآن شریف کی حفاظت کا وعدہ بھی اسی اصل کے ماتحت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) (سورۃ الحجر:10) یعنی چونکہ قرآنی الہام ایک ہمیشہ کی یادگار قرار دیا گیا ہے اور خدا کا یہ منشاء ہے کہ اب وہ قیامت تک لوگوں کے بیدار کرنے کا ذریعہ رہے۔اس لئے خدا خود اس کا محافظ ہوگا اور ہمیشہ ایسے سامان پیدا کرتا رہے گا جو اسے ظاہری اور معنوی ہر دو لحاظ سے محفوظ رکھیں گے۔ گویا قرآنی حفاظت کی وجہ ذکر کے چھوٹے سے لفظ میں مرکوز کر دی گئی ہے۔

نبوت کا تتمہ خلافت

یہی حال نبوت کا ہے جب اللہ تعالیٰ دنیا کو کسی عظیم الشان فتنہ وفساد میں مبتلا دیکھ کر اس کی اصلاح کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ کسی شخص کو اپنی طرف سے رسول یا نبی بنا کر مبعوث کرتا ہے مگر نبی بہرحال ایک انسان ہوتا ہے اور لوازمات بشری کے ماتحت اس کی زندگی چند گنتی کے سالوں سے زیادہ وفا کیش کر سکتی ہے۔اس صورت میں یہ ضروری ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نبی کے مشن کو کامیاب بنانے اور انتہا تک پہنچانے کے لئے اس کی وفات کے بعد بھی کوئی ایسا انتظام کرے جس کے ذریعہ نبی کا بویا ہوا بیج اپنے کمال کو پہنچ سکے اور وہ اصلاح جو اللہ تعالیٰ نبی کی بعثت سے پیدا کرنا چاہتا ہے۔دنیا میں قائم ہو اور راسخ ہو جائے۔ یہ خدائی نظام جسے گویا نبوت کا تتمہ کہنا چاہئے۔خلافت کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ ہر عظیم الشان نبی کے بعد اس کے کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے خلفاء کا سلسلہ قائم فرماتا ہے اور یہ خلفاء بالعموم نبی یا مامور نہیں ہوتے مگر نبی کے تربیت یافتہ اور اس کے خداداد مشن کو سمجھنے والے اور اسے چلانے کی اہلیت رکھنے والے ہوتے ہیں اور گو وہ خدا کی وحی کے ساتھ کھڑے نہیں ہوتے مگر خداتعالیٰ اپنی تقدیر خاص کے ماتحت ایسا تصرف فرماتا ہے کہ نبی کے گزر جانے کے بعد وہی لوگ مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہیں جنہیں خدا اس کام کیلئے پسند فرماتا ہے۔گویا خداتعالیٰ کی مخفی تاریں مومنوں کے قلوب پر متصرف ہو کر انہیں خود بخود خلافت کے اصل شخص کی طرف پھیر دیتی ہیں۔اس لئے باوجود اس کے کہ ایک غیر مامور خلیفہ لوگوں کا منتخب شدہ ہوتا ہے۔

خلیفہ خدا بناتا ہے

اسلام یہ تعلیم دیتا ہے اور قرآن اس حقیقت کو صراحت کے ساتھ بیان فرماتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ بظاہر یہ ایک متضاد سی بات نظر آتی ہے کہ ایسا شخص جو لوگوں کی کثرت رائے یا اتفاق رائے سے خلیفہ منتخب ہو اس کے تقرر یا انتخاب کو خدا کی طرف منسوب کیا جائے مگر حق یہی ہے کہ باوجود ظاہری انتخاب کے ہر سچے خلیفہ کے انتخاب میں دراصل خدا کا مخفی ہاتھ کام کرتا ہے اور صرف وہی شخص خلیفہ بنتا ہے اور بن سکتا ہے۔ جسے خدا کی ازلی تقدیر اس کام کے لئے پسند کرتی ہے اور اس کے سوا کسی کی مجال نہیں کہ مسند خلافت پر قدم رکھنے کی جرأت کر سکے۔ یہی گہری صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں مخفی ہے جو آپؐ نے وفات سے کچھ عرصہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کے متعلق فرمایا۔آپؐ فرماتے ہیں:۔..........

یعنی میں ابوبکر کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنا چاہتا تھا مگر پھر میں نے خیال کیا کہ یہ خدا کا کام ہے خدا ابوبکر کے سوا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بننے دے گا اور نہ ہی خدائی مشیت کے ماتحت مومنوں کی جماعت ابوبکر کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی ہو سکے گی۔(بخاری کتاب الاحکام)

اللہ! اللہ! اس چھوٹے سے فقرہ میں نظام خلافت کا کتنا وسیع مضمون ودیعت کر دیا گیا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بیشک میرے بعد بظاہر مسلمانوں کی کثرت ابوبکر کو خلیفہ منتخب کرے گی مگر دراصل اس رائے کے پیچھے خدائے قدیر کی ازلی تقدیر کام کر رہی ہوگی اور وہی ہوگا جو خدا کا منشاء ہوگا اور اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور باوجود اس کے کہ اندرونی طور پر انصار نے اپنے میں سے کسی اور شخص کو کھڑا کرنا چاہا اور بیرونی طور پر عرب کے بدوی قبائل نے باغی ہو کر خلافت کے نظام کو ہی ملیامیٹ کر دینے کی تدبیر کی۔مگر چونکہ ابوبکرؓ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ تھا۔اس لئے اس کے اتباع کی قلت اس کے مخالفین کی کثرت کو اس طرح کھا گئی جس طرح سمندر کا پانی اپنے اوپر کی جھاگ کو کھا جاتا ہے۔

پھر جو الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمائے کہ:۔

''خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ اسے اتارنا چاہیں گے مگر تم اسے نہ اتارنا''۔ (ترمذی)

وہ بھی اسی قدیم سنت الٰہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ دراصل خلیفہ خدا بناتا ہے اور انتخاب کرنے والے لوگ صرف ایک پردہ کا کام دیتے ہیں اور ایک آلہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے جسے خدا اپنی تقدیر کو جاری کرنے کے لئے اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ان الفاظ پر غور کرو کہ وہ کیسے پیارے اور کیسے دانائی سے معمور ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ بنانے کے فعل کو خدا کی طرف منسوب فرماتے ہیں اور خلافت سے معزول کرنے کی کوشش کو لوگوں کی طرف نسبت دیتے ہیں۔گویا جو صورت بظاہر نظر آتی ہے اس کے بالکل برعکس ارشاد فرماتے ہیں۔خلافت کے انتخاب میں بظاہر نظر آنے والی صورت یہ ہے کہ لوگ خلیفہ کو منتخب کرتے ہیں اور خدا بظاہر لاتعلق ہوتا ہے لیکن باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد یہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ بناتا خدا ہے ہاں مفسد لوگ بعض اوقات خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کو معزول کرنے کی کوشش ضرور کیا کرتے ہیں۔ یہ وہ عظیم الشان نکتہ ہے جسے سمجھنے کے بعد کوئی شخص خدا کے فضل سے مسئلہ خلافت کے تعلق میں ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔لیکن چونکہ دنیا کا ہر نظام وقتی ہے اور عموماً دوروں میں تقسیم شدہ ہوتا ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہوشیار اور چوکس رکھنے کے لئے یہ انکشاف بھی فرمادیا کہ میرے بعد مستقل طور پر خلافت حقہ کا دور صرف تیس سال تک چلے گا جس کے بعد غاصب لوگ ملوکیت کا رنگ اختیار کر لیں گے اور اس کے بعد حسب حالات اور ضرورت زمانہ روحانی خلافت کے دور آتے رہیں گے۔حتیٰ کہ بالآخر مسیح ومہدی کے نزول کے بعد پھر منہاج نبوت پر ظاہری خلافت کی صورت قائم ہو جائے گی۔

(مسند احمد جلد 5 عن ابی عبدالرحمٰن سفینہ ومشکوٰۃ باب الانذار)

خلافت کا وعدہ

چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کا حصہ اور تتمہ ہے اور نبوت کی خدمت اور تکمیل کے لئے قائم کیا جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق قرآن شریف کی آیت استخلاف میں ایسی علامات مقرر فرمادی ہیں جو سچی خلافت کو جھوٹی خلافت سے روز روشن کی طرح ممتاز کر دیتی ہیں۔ فرماتا ہے:۔(-) یعنی خداتعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ عمل صالح بجالانے والے مومنوں میں سے ملک میں خلفاء مقرر کرے گا (یہ مطلب نہیں کہ جو مومن بھی عمل صالح کرنے والا ہوگا وہ ضرور خلیفہ بنے گا بلکہ اس میں اشارہ یہ ہے کہ جو خلیفہ ہوگا وہ ضرور مومن اور عمل صالح بجالانے والا ہوگا) یہ خلفاء اسی سنت کے مطابق مقرر کئے جائیں گے جس طرح پہلی امتوں میں مقرر کئے گئے اور خداتعالیٰ اس دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے جو ان کے ذریعہ دنیا میں مضبوطی سے قائم فرمادے گا اور (چونکہ ہر تغیر کے وقت ایک خوف کی حالت پیدا ہوا کرتی ہے) اللہ تعالیٰ ان کی خوف کی حالت کو اپنے فضل سے امن میں بدل دے گا۔ یہ لوگ میرے سچے پرستار ہوں گے اور میرے سوا کسی معبود کے سامنے (خواہ وہ مخفی ہو یا ظاہر) گردن نہیں جھکائیں گے اور جو شخص ایسی نصرت وتائید کو دیکھتے ہوئے بھی اس نظام خلافت سے سرکشی اختیار کرے گا وہ یقیناً خدا کا مجرم اور فاسق سمجھا جائے گا۔(سورۃ نور)

یہ آیت کریمہ جسے حضرت مسیح موعود نے صراحت کے ساتھ خلافت کے نظام سے متعلق قرار دیا ہے اپنے مختصر الفاظ میں ایک نہایت وسیع مضمون کو لئے ہوئے ہے اور اس نقشہ کی بہترین تصویر ہے جو کم وبیش ہر نئی خلافت کے قیام کے وقت دنیا کے سامنے آتا ہے۔ ہر نبی یا خلیفہ کی وفات ایک عظیم الشان زلزلہ کا رنگ رکھتی ہے اور ہر بعد میں آنے والا خلیفہ ایسے حالات میں مسند خلافت پر قدم رکھتا ہے کہ جب لوگوں کے دل سہمے ہوئے اور خوفزدہ ہوتے ہیں کہ اب کیا ہوگا مگر پھر لوگوں کو دیکھتے دیکھتے خدا اس آیت کریمہ کے وعدہ کے مطابق اپنی تقدیر کو مخفی تاروں کو کھینچنا شروع کرتا ہے اور خوف کے دنوں کو امن سے بدل کر آہستہ آہستہ جماعت کو کمزوری سے مضبوطی کی طرف یا مضبوط حالت سے مضبوط تر حالت کی طرف اٹھانا شروع کر دیتا ہے اور یہ خلفاء اپنی دینی حالت اور دینی خدمت سے اس بات پر مہر لگا دیتے ہیں کہ خدا کی محبت اور خدا کی نصرت کا ہاتھ ان کے ساتھ ہے اور یہ سلسلہ اپنی ظاہری صورت میں اس وقت تک جاری رہتا ہے۔ جب تک خدا کے علم میں نبی کے لائے ہوئے دین کے استحکام اور اس کے مشن کی تکمیل اور مضبوطی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

جیسا کہ میں نے اوپر اشارہ کیا ہے کہ یہ خلافت کا نظام دراصل نبوت کا حصہ اور تتمہ ہے ہر عظیم الشان نبی کے زمانہ میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے کام کی تکمیل کے لئے حضرت یوشعؑ خلیفہ ہوئے ......اور آنحضرتؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن سارے نبیوں سے زیادہ عظیم الشان اور زیادہ وسیع تھا اس لئے آپ کے بعد خلافت کا نظام بھی سب سے زیادہ نمایاں اور شاندار صورت میں ظہور پذیر ہوا۔جس کی تیز کرنیں آج تک دنیا کو خیرہ کر رہی ہیں۔حق یہ ہے کہ اگر نبوت کے ساتھ خلافت کا نظام شامل نہ ہو تو نعوذ باللہ خدا پر ایک خطرناک الزام عائد ہوتا ہے کہ اس نے دنیا میں ایک اصلاح پیدا کرنی چاہی مگر پھر اس اصلاح کے لئے ایک فرد واحد کو چند سال زندگی دے کر وفات دے دی اور اس اصلاحی نظام کو اپنے ہاتھ سے ملیامیٹ کر دیا۔گویا یہ ایک بلبلا تھا جو سمندر کی سطح پر ظاہر ہوا اور پھر ہمیشہ کے لئے مٹ کر پانی کی مہیب لہروں میں غائب ہو گیا۔ سبحان اللّٰہ ماقدرو اللّٰہ حق قدرہ۔

ہمارا حکیم وعلیم خدا تو وہ خدا ہے کہ جو ایک ادنیٰ سے ادنیٰ نفع دینے والی چیز کو بھی دنیا میں قائم رکھتا اور اس کے قیام کا سامان مہیا کرتا ہے۔ چہ جائیکہ نبوت جیسے جوہر اور ایک مامور کی لائی ہوئی اصلاح کو ایک ہوا کے اڑتے ہوئے جھونکے کی طرح باغ عالم میں لائے اور پھر لوگوں کے دیکھتے دیکھتے اسے ان کی نظروں سے غائب کر دے اور اس کے روح پرور اثر اور حیات افزاء تاثیر کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اپنی طرف سے کوئی انتظام نہ فرمائے۔ یقیناً یہ منظر ایک کھیل سے زیادہ نہیں اور کھیل کھیلنا شیطان کا کام ہے خدا کا نہیں۔خدا جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کام کی اہمیت اور وسعت کے مطابق حال اس کے لئے سامان بھی مہیا فرماتا ہے اور اس کام کے دائیں اور بائیں اور اوپر اور نیچے کو ایسی آہنی سلاخوں سے مضبوط کر دیتا ہے کہ پھر جب تک اس کا منشاء نہ ہو کوئی چیز اسے اس جگہ سے ہلا نہیں سکتی۔اسی لئے خدا کی یہ سنت ہے کہ خاص خاص انبیاء کے صرف بعد ہی ان کے مشن کی مضبوطی اور استحکام کے لئے خلافت کا نظام قائم نہیں فرماتا بلکہ ان کی بعثت سے پہلے بھی ان کے لئے راستہ صاف کرنے کی غرض سے بعض لوگوں کو بطور ارہاص یعنی آنے والی منزل کی علامت کے طور پر مبعوث کرتا ہے جو لوگوں کی توجہ کو آنے والے مصلح کے مشن کی طرف پھیرنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے حضرت یحییٰؑ بطور ارہاص مبعوث ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے متعدد لوگ جو حنفاء کہلاتے تھے توحید کے ابتدائی جھونکے بن کر ظاہر ہوئے اور اسی طرح حضرت مسیح موعود سے پہلے سید احمد صاحب بریلوی سوئے ہوئے لوگوں کی بیداری کا ذریعہ بن کر آئے۔کیا ایسے حکیم و دانا خدا سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ نبی کی چند سالہ زندگی کے بعد اس کے لائے ہوئے مشن کو بغیر کسی انتظام کے چھوڑ سکتا ہے اور اس بڑھیا کی مثال بن جاتا ہے جو اپنے محنت سے کاتے ہوئے دھاگے کو اپنے ہاتھ سے تباہ وبرباد کر دیتی ہے۔میں پھر کہوں گا سبحان اللّٰہ ماقدرو اللّٰہ حق قدرہ۔

حضرت مسیح موعود بھی چونکہ دنیا میں ایک عظیم مشن لے کر مبعوث ہوئے تھے اس لئے ضروری تھا آپ کے خداداد مشن کی تکمیل کے لئے بھی آپ کے بعد خلافت کا نظام قائم ہو۔ چنانچہ آپ نے اپنی کتب اور ملفوظات میں متعدد جگہ اس نظام کی طرف اشارہ کیا ہے بلکہ آپ کے بہت سے الہامات میں بھی اس نظام کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر میں اس جگہ اختصار کے خیال سے صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں اور یہ وہ عبارت ہے جو آپ نے اپنے زمانہ وفات کو قریب محسوس کر کے اپنے متبعین کیلئے بطور وصیت تحریر کی۔

خدا دو قدرتیں دکھلاتا ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد۔ یہ خداتعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے ...... اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے ...... ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض وہ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (1) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے ...... خداتعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ خداتعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہوگئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے۔ تب خداتعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا (-) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے ...... ایسا ہی حضرت موسیٰ کے وقت میں ہوا۔ ...... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا ...... سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خداتعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں کہ خداتعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی (یعنی میری وفات کے قریب مرنے کی خبر) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ ...... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے‘‘۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 303 تا 306)

یہ عبارت جس صراحت اور تعیین کے ساتھ نظام خلافت کی طرف اشارہ کر رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں اور یہ عبارت بطور وصیت کے لکھی گئی جبکہ حضرت مسیح موعود نے خدا سے قرب وفات کی خبر پا کر اپنے بعد کے نظام کے بارے میں اپنی جماعت کو آخری نصیحت فرمائی اور ہر عقلمند غیر متعصب شخص آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:۔

اول: خداتعالیٰ انبیاء کے کام کی تکمیل کے لئے دو قسم کی قدرت ظاہر فرماتا ہے۔ ایک خود نبیوں کے زمانہ میں اور دوسری ان کی وفات کے بعد تا کہ ان کے مشن اور ان کی جماعت کو ایک لمبے عرصہ تک اپنی خاص نگرانی میں رکھ کر ترقی دے اور تکمیل تک پہنچائے۔

دوم: دوسری قدرت خلافت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے وجود میں ظاہر ہوئی۔

سوم: یہ خلافت کا نظام جو نبوت کے نظام کا حصہ اور اسی کا تتمہ ہے خدائی سنت کا رنگ رکھتا ہے اور ہر نبی کے زمانہ میں قائم ہوتا رہا ہے۔

چہارم: حضرت مسیح موعود کے بعد بھی اسی رنگ میں قدرت ثانیہ کا ظہور مقدر تھا کیونکہ جیسا کہ آپ خود خدا کی ایک مجسم قدرت تھے۔ آپ کے بعد بعض اور وجودوں نے دوسری قدرت کا مظہر ہونا تھا اور ان کے وجودوں نے حضرت ابوبکرؓ کے رنگ میں ظاہر ہونا تھا۔

پنجم: نبی کے بعد آنے والے خلفاء، خواہ بظاہر صورت لوگوں کے انتخاب سے مقرر ہوں مگر دراصل ان کے تقرر میں خدا کا ہاتھ کام کرتا ہے اور درحقیقت خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔

ششم: سورۃ نور کی آیت استخلاف نظام خلافت سے تعلق رکھتی ہے اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت اسی آیت کے ماتحت تھی۔

یہ وہ چھ باتیں ہیں جو اوپر کے حوالہ سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتی ہیں اور یہ استدلال ایسا واضح اور بین ہے کہ کوئی عقلمند غیر متعصب شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا اور یہ حوالہ بھی جیسا کہ اس کے حالات اور سیاق و سباق اور الفاظ اور اسلوب بیان سے ظاہر ہے محکمات کا رنگ رکھتا ہے جس کے مقابلہ پر ان متشابہات کو پیش کرنا جو بعض مخصوص کاموں کے تعلق میں مخصوص حالات اور مخصوص ماحول میں انجمن کے بارے میں لکھی گئی ہیں ایک شرارت یا دیوانگی کے فعل سے زیادہ نہیں اور اگر یہ دیوانگی نہیں تو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ خدا کا مقرر کردہ مسیح دیوانہ ہے کہ ایک طرف تو اپنے مشن کی تکمیل اور اپنی وفات کے بعد نظام کے متعلق خدائی سنت کے ماتحت دو قدرتوں کے ظہور کا ذکر کیا اور مثال دے کر بتایا کہ دوسری قدرت ابوبکر صدیق ؓ کے رنگ میں ظاہر ہوا کرتی ہے اور پھر یہاں تک صراحت کی کہ ’’میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے‘‘۔ لیکن عین اس کے ساتھ ساتھ یہ پہلو بہ پہلو ان سارے ارشادات کو بھول کر اور بالائے طاق رکھ کر انجمن کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے چل دیئے۔ حالانکہ انجمن آپ کی زندگی میں ہی قائم ہوگئی تھی اور اس کی ’’جانشینی‘‘ جن معنوں میں بھی وہ تھی خود آپ کی موجودگی میں شروع ہو چکی تھی۔ حضرت مسیح موعود کی طرف اس مجنونانہ تضاد کو منسوب کرنا اہل پیغام کو مبارک ہو۔ ہم خوش ہیں کہ ہمارا دامن اس دیوانگی کے داغ سے پاک ہے۔ کاش یہ لوگ صرف اس بات پر ہی غور کرتے کہ حضرت مسیح موعود نے جہاں بھی اپنے خداداد مشن کی تکمیل اور سلسلہ اور جماعت کے کام کو سنبھالنے اور چلانے کا ذکر کیا ہے اور دو قدرتوں کے اصول کو بیان کر کے اور مثال دے کر واضح کیا ہے کہ اس کام کے لئے خدا نے ایسا ہی نظام مقرر فرمایا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے وقت میں ظاہر ہوا اور یہ کہ یہ خدا کی ایک سنت ہے جو تمام نبیوں کے وقت میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور کبھی بدل نہیں سکتی اور اس کے مقابل پر انجمن کا ذکر صرف بعض ماتحت کاموں کے تعلق میں آیا ہے اور اس کے ساتھ حضرت مسیح موعود نے یہ واضح شرط اور حد بندی لگا دی ہے کہ اس انجمن کے لئے ضروری ہوگا کہ ’’وہ حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ‘‘ اپنا کام سرانجام دے (رسالہ الوصیت) یعنی خدا کے مقرر کردہ خلیفوں اور قدرت ثانیہ کے مظہروں کی نگرانی میں کام کرے......

اور پھر ہمارے قادر و متصرف خدا نے خلافت کے سوال کو صرف لفظی اور قومی تصریح تک ہی نہیں چھوڑا بلکہ اپنے زبردست فعل کے ساتھ اس پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی ہے بلکہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد جماعت میں جو سب سے پہلا اجماع ہوا وہ خلافت ہی کے متعلق تھا اور یہ اجماع بھی خدا نے ان لوگوں کے ہاتھ سے کروایا جو اب خلافت کے منکر ہو کر انجمن کا راگ الاپ رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے جو اس وقت صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری تھے انجمن کی طرف سے حسب ذیل اعلان شائع کیا:۔

’’حضور (-) کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان اقرباء حضرت مسیح موعود باجازت حضرت (اماں جان) کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی‘‘۔ (الحکم 28 مئی 1908ء)

یہ وہ پہلا اجماع ہے جو حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد جماعت میں ہوا جس میں صدر انجمن کے ممبر (ہاں وہی انجمن جو اب خلیفہ کی قائم مقام بتائی جاتی ہے) اور تمام حاضر الوقت جماعت کے افراد شریک اور متفق تھے۔ پس نہ صرف خدا کے قول نے بلکہ اس کے زبردست فعل نے بھی خلافت کے حق میں مہر تصدیق ثبت کی ہے اور اب کون ہے جو اس مہر کو توڑ سکتا ہے؟

یہ دولت ہم سنبھالیں گے

خلافت کے امیں ہم ہیں ، امانت ہم سنبھالیں گے
جو نعمت چھِن چکی پہلے وہ نعمت ہم سنبھالیں گے

خلیفہ کے لبوں سے جو گُل و جوہر بکھرتے ہیں
بڑے انمول موتی ہیں ، یہ دولت ہم سنبھالیں گے

اسی کی رہبری میں یہ فلک تک جو رسائی ہے
قَسم مولا کی کھاتے ہیں یہ قامت ہم سنبھالیں گے

جو بازو کٹ گرے اپنے ، تو دانتوں سے اٹھائیں گے
بہر قیمت لوائے احمدیت ہم سنبھالیں گے

مرے رہبر!! مرے مرشد!! ترے خدّام کہتے ہیں
تمہیں چھاؤں میں رکھیں گے ، تمازت ہم سنبھالیں گے

ہے تن من دھن فدا اپنا خلافت کی حفاظت میں
عدُو نے جو بھی ڈھانی ہو قیامت ، ہم سنبھالیں گے

ترے دستِ کریمانہ نے تھاما جب تھا ہاتھوں کو
نگاہوں میں سدا بیعت کی ساعت ہم سنبھالیں گے

قیام اللّیل ہو ، روزہ ہو یا اصلاحِ عَملی ہو
تری زرّیں نصائح کو بشدّت ہم سنبھالیں گے

اگر ایمان اور صالح عَمل شرطِ خلافت ہے
تو اب وعدہ رہا شرطِ خلافت ہم سنبھالیں گے

تمہیں دیکھا ، تمہیں سوچا ، تمہیں جانا ، تمہیں مانا
محبت اپنی فطرت ہے ، محبت ہم سنبھالیں گے

فرازؔ!! اپنی تو عادت ہے وفا کی راہ میں مٹنا!!
جہاں تک بس چلا اپنا یہ عادت ہم سنبھالیں گے

(اطہر حفیظ فرازؔ۔ مربی سلسلہ)

بقیہ: خلفاء خدا کی تائید اور نصرت سے بنتے ہیں

از صفحہ 2

نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے ...... دیکھو میری دعائیں عرش پر سنی جاتی ہیں۔ میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کر لو...... تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا وہ تم سے معاملہ کرے گا۔

(حیات نور ص 567)

اطاعت خلافت

''ایک شہد کی مکھی سے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے وہ کیسی دانائی سے گھر بناتی، شہد بناتی ہے...... بدبودار چیز پر بھی نہیں بیٹھتی پھر اپنے امیر کی مطیع ہوتی ہے۔''

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 68)

''کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے اس کے لیے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔'' (الفرقان خلافت نمبر مئی، جون 1967ء صفحہ 28)

یہی نورالدین جب ترقی کرتے خلافت کے منصب پہ فائز ہوئے تو اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللّٰہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لیے چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غَسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر اِزْدِیَادِ نعمت ہوتا ہے۔ (خطبات نور صفحہ 131)

''اللہ جل شانہ کی سچی فرمانبرداری اختیار کرو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اس سے محبت کرو۔ اس کے آگے تذلل کرو۔ اس کی عبادت کرو۔ اور اللہ کے مقابل کوئی غیر تمہارا مطاع' محبوب' مطلوب' امیدوں کا مرجع نہ ہو۔ اللہ کے مقابل تمہارے لئے کوئی دوسرا نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تمہیں ایک طرف بلاتا ہو اور کوئی اور چیز خواہ وہ تمہارے نفسانی ارادے اور جذبات ہوں یا قوم اور برادری (سوسائٹی) کے اصول اور دستور ہوں' سلاطین ہوں' امراء ہوں' ضرورتیں ہوں' غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو' اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابل میں تم پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ پس خدا تعالیٰ کی اطاعت' عبادت' فرمانبرداری' تذلل اور اس کی حب کے سامنے کوئی اور شئے محبوب' مقصود و مطلوب اور مطاع نہ ہو۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 25 جولائی 1993ء)

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ

از صفحہ 18

کہ اتنی ہی گنجائش ہے اور وہ نظارہ تو خوشی کو دوبالا کر دیتا جب آپ دائیں ہاتھ کی دو انگلی V کی شکل میں اٹھا کر اشارہ کرتے تو ہر دُوربین آنکھ سمجھ جاتی کہ چھٹی دو دن کی ہے۔ کشتی رانی کا مقابلہ چونکہ لاہور میں ہوتا اس لئے چھٹی کا فیصلہ بھی اسی زمین پر ہو جاتا۔ دوسرے کالجوں کے اساتذہ ہمارے کالج کو عجوبہ سمجھتے جب وہ اپنے پیمانوں سے ان رشتوں کو ناپتے جو آپؒ اور طلباء کے درمیان قائم تھا۔ یہ انوکھا پیار ان کے ذہنوں کو عجیب سرور سے آشنا کرتا۔ دیگر کالجوں کے طلباء برملا کہتے ہم نے تو کبھی اپنے مطالبات اس طرح پیش نہیں کیئے۔ ہم تو جبر سے اپنے مطالبات پیش کرتے ہیں اور رعب ڈال کر انہیں منواتے ہیں۔

1962-63ء میں کھیلوں کے حوالے سے کالج میں انقلابی تبدیلیاں آئیں جب کشتی رانی کی جگہ باسکٹ بال نے لے لی۔ پھر اس ٹیم کے جوہر بھی کھل کر سامنے آئے جب ہمارے اکثر کھلاڑیوں نے ملکی سطح پر نام پیدا کیا۔ ملک کی نامور ٹیمیں ربوہ آنے پر فخر محسوس کرتیں۔ آپؒ کی سرپرستی میں آل پاکستان سالانہ باسکٹ بال ٹورنامنٹ باقاعدگی سے منعقد ہونے لگا۔

اُنہی دنوں ہندوستان کی ٹیم پاکستان آئی اور اسے ربوہ میں بھی میچ کھیلنے کے لئے منظوری مل گئی۔ اس پر آپؒ نے مجھے دفتر بلایا اور فرمایا کہ تم کالج کے سفیر بن کر اس میچ کے لئے مہمان خصوصی کو دعوت دے کر آؤ۔ محترم کمشنر صاحب سرگودھا ڈویژن کے پاس جاؤ، مَیں نے ان کے نام تعارفی خط لکھ دیا ہے۔ (بصیرت اور دوراندیشی تو آپ کی میراث تھی چنانچہ فرمایا) وہ اگر کسی وجہ سے نہ مل سکیں یا کوئی مصروفیت ان کے آڑے آئے تو دوسرا تعارفی خط DIG کے نام ہے۔ اس سفارتکاری کے اخراجات کے لئے دعوت ناموں کے ساتھ تیسرا لفافہ بھی ہے، اس میں تمہارے خرچ کے لئے رقم ہے۔

چنانچہ مَیں حضورؒ کی دعاؤں کے سائے میں ایک دوست کے ہمراہ روانہ ہوا۔ اخراجات کی رقم کھول کر دیکھی تو حیرانی سے کبھی اس رقم کو اور کبھی اپنے آپ کو دیکھتا کہ اتنی ساری دولت کا کیا کروں گا جو 25 روپے پر مشتمل تھی۔ ہم عام لباس پہنے ہوئے کالج کے غریب الدیار طلباء تھے مگر کمشنر صاحب کے دفتر میں ہمیں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ وہ چھٹی پر ہونے کی وجہ سے ہمیں نہ مل سکے۔ DIG صاحب کے دفتر پہنچتے پہنچتے چھٹی ہو چکی تھی اس لئے ان کو گھر پر جا ملے۔ بہت عزت سے انہوں نے استقبال کیا۔ مہمان نوازی کی اور بہت خوشی سے ہماری دعوت قبول کی اور باہر تک چھوڑنے آئے۔

واپس ربوہ آکر آپؒ کے گھر جا کر رپورٹ دی۔ آپؒ بہت خوش ہوئے۔ تمام اخراجات کا تخمینہ باوجود تمام فضول خرچی کے شاید ایک روپیہ پچاس پیسے بنا۔ آپ کی خدمت میں بقایا رقم واپس کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو فرمایا گو بہت کم ہیں مگر یہ تمہارا انعام ہے۔

☆ میری تعلیم قریب قریب اختتام پذیر تھی، سالانہ امتحانات کا آخری پرچہ تھا کہ حضورؒ نے اپنے دفتر طلب کیا اور پوچھا: اب کیا ارادہ ہے؟ عرض کی نتائج کے اعلان تک فارغ ہوں۔ فرمایا تمہیں پتہ ہے کالج کی مسجد ابھی تک تعمیر نہیں ہوئی، تم اس سلسلہ میں کیا کر سکتے ہو؟ عرض کی جب تک فارغ ہوں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ یہ سن کر آپ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور بتایا کہ آپ کو دفتر، متعلقہ سٹیشنری اور ایک مددگار کارکن مہیا کر دیتے ہیں، کل سے کام شروع کر دو۔ ایک کاغذ مجھے دیا جس پر کالج کے پرانے طلباء کو تحریک کی گئی تھی کہ جس طرح آکسفورڈ یونیورسٹی میں Balial کالج کے پرانے طلباء نے اپنے کالج کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک عظیم ہال تعمیر کر دیا تھا۔ اسی طرح آپ بھی آگے آئیں تو کالج کی تعمیرِ مسجد کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔ یہ خط مجھے دے کر فرمایا کہ اس مضمون کو مجوزہ پیڈ پر خوش خط نقل کر کے آپ کے دستخطوں سے ان تمام پرانے طلباء کو بھجواؤں۔ یہ کام پوری لگن اور دلجمعی سے خالص آپ کی نگرانی میں تقریباً دو ماہ جاری رہا۔ قریباً ایک ہزار طلباء کو یہ خطوط ارسال کئے گئے اور اکثریت نے اس کام میں دل کھول کر حصہ لیا۔ کام تقریباً ختم ہو چکا تھا کہ میرا انتخاب بطور کمیشنڈ آفیسر پاکستان آرمی میں ہو گیا اور مَیں آپ کی اجازت سے کاکول روانہ ہو گیا۔ آپ نے اس کام کے لئے انتہائی معقول رقم بطور تنخواہ مقرر کی مگر میری درخواست پر کہ مَیں یہ کام بطور ثواب، اعزازی طور پر انجام دوں گا۔ آپؒ نے درخواست قبول فرمائی اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

☆ آپؒ پولیٹیکل سائنس کا مضمون بذات خود پڑھاتے بھی تھے۔ تدریس کا یہ سلسلہ سب کے لئے نہیں تھا مگر جب آپ کی مصروفیت آپ کو اجازت دیتی تو آپ اس خوش قسمت کلاس کی ذمہ داری اپنے سر لے کر اس مضمون کی مکمل تیاری کرواتے، نوٹس لکھواتے جو آپ نے آکسفورڈ میں زمانہ طالب علمی میں وہاں تیار کئے تھے۔ چنانچہ خوش قسمتی سے ہماری کلاس بھی دو سال تک آپ سے یہ فیض پاتی رہی۔

☆ محترم کرامت حسین جعفری صاحب (پرنسپل گورنمنٹ کالج فیصل آباد) ماہر تعلیم اور فلسفہ و نفسیات پر بہت سی کتب کے مصنف بھی تھے۔ اُن کی کچھ کتب بی اے کی کلاسز میں بطور نصاب بھی شامل تھیں۔ حضرت پرنسپل صاحبؒ نے اس عاجز کو بھیجا کہ انہیں اپنے کالج میں لیکچر کے لئے مدعو کروں۔ چنانچہ یہ عاجز جب اُن کے دفتر میں پہنچا تو اچانک اُس کالج کے دو اساتذہ لڑتے جھگڑتے پرنسپل کے دفتر میں داخل ہوئے۔ اس ماحول کو دیکھ کر اپنا کالج بہت یاد آیا جہاں ایسی حالتوں کا تصور بھی نہیں تھا۔ بہرحال جعفری صاحب نے اُن دونوں کا جھگڑا ختم کروا دیا۔ وہاں سے واپس آکر مَیں نے رپورٹ پیش کی اور آپؒ کو مذکورہ جھگڑے کی خبر سے بھی اطلاع کی۔ اس پر آپؒ نے فرمایا کہ ہماری زندگی اور ہماری درسگاہ بھی ایسی ہی ہوتی اگر حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں زندہ نہ کر دیا ہوتا۔

ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ، ثالثہ، رابعہ اور خامسہ بھی ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میں تو جاتا ہوں لیکن خدا تعالیٰ تمہارے لئے قدرت ثانیہ بھیج دے گا مگر ہمارے خدا کے پاس قدرت ثانیہ ہی نہیں اس کے پاس قدرت ثالثہ بھی ہے اور اس کے پاس قدرت رابعہ بھی ہے۔ قدرت اولیٰ کے بعد قدرت ثانیہ ظاہر ہوئی اور قدرت ثانیہ کے بعد قدرت ثالثہ آئے گی اور قدرت ثالثہ کے بعد قدرت رابعہ آئے گی اور قدرت رابعہ کے بعد قدرت خامسہ آئے گی اور قدرت خامسہ کے بعد قدرت سادسہ آئے گی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ لوگوں کو معجزہ دکھاتا چلا جائے گا اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت اور زبردست سے زبردست بادشاہ بھی اس سکیم اور مقصد کے راستہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا جس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود کو پہلی اینٹ بنایا اور مجھے اس نے دوسری اینٹ بنایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ دین جب خطرہ میں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے اہل فارس میں کچھ افراد کو کھڑا کرے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ ان میں سے ایک فرد تھے اور ایک فرد میں ہوں لیکن رجال کے ماتحت ممکن ہے کہ اہل فارس میں سے کچھ اور لوگ بھی ایسے ہوں جو دین اسلام کی عظمت قائم رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔'' (الفضل 22 ستمبر 1950ء صفحہ 6-7)

خلافت ڈے کیوں منایا جائے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''آخر میں خدام کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ خلافت کی برکات کو یاد رکھیں۔ اور کسی چیز کو یاد رکھنے کے لئے پرانی قوموں کا یہ دستور ہے کہ وہ سال میں اس کے لئے خاص طور پر ایک دن مناتی ہیں مثلاً شیعوں کو دیکھ لو، وہ سال میں ایک دفعہ تعزیہ نکال لیتے ہیں تا قوم کو شہادت حسینؓ کا دن یاد رہے۔ اسی طرح میں بھی خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن ''خلافت ڈے'' کے طور پر منایا کریں۔ اس میں وہ خلافت کے قیام پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں۔ اور اپنی پرانی تاریخ کو دہرایا کریں۔ اسی طرح وہ رؤیا کشوف بیان کئے جایا کریں جو وقت سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے دکھائے اور جن کو پورا کر کے خدا تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ اس کی برکات اب بھی خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں''۔ (الفضل یکم مئی 1957ء)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر125)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سعیٔ پیہم اور گُنجِ عافیت کا جوڑ کیا
مُجھ کو منزل سے ہے نفرت تجھ کو منزل کی تلاش
آسمانی مَیں، عدو میرا زَمینی، اس لیے
مَیں فلک پر اڑ رہا ہوں اس کو ہے بِل کی تلاش

(کلام محمود۔شائع کردہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ صفحہ 183)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ فروری مارچ 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کومحض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے،اورجلد ازجلدان شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

امریکی کانگریس میں ریزولیوشن

واشنگٹن، 28فروری2014ء: خبر رساں ایجنسی AFP کے مطابق امریکہ کا قانون ساز ادارہ احمدیوں کے حقوق کی خاطر باضابطہ طور پر ایک تحریک چلائے گا۔ احمدیوں کو پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں مذہبی شدّت پسندوں کی جانب سے حملوں کا سامنا ہے جن میں ان کی جان اور مال کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔

ریپبلیکنز کے نمائندہ فرانک وولف نے جو اس کمیٹی کے کوچیئرمین ہیں ڈیموکریٹ پارٹی کے جیکی سپئیر کے ساتھ جاری کیے جانے والے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ ’احمدیہ مسلم کاکس پاکستان، انڈونیشیا،سعودی عرب اور دیگر ممالک میں احمدیوں کے حقوق کی خاطر کام کرے گی۔‘

احمدیہ مسجد پر حملہ

جماعتِ احمدیہ کے مرکزی دفتر ’نظارت امور عامہ‘ نے مؤرخہ یکم اپریل کو درج ذیل پریس ریلیز جاری کی۔

”پریس ریلیز

ٹنڈو الہ یار میں قرآن پاک کی بے حرمتی کا جھوٹا اور شرانگیز الزام لگا کر جماعت احمدیہ کی عبادت گاہ پر حملہ قابل مذمت ہے۔ کوئی احمدی قران پاک کی بے حرمتی کا تصور بھی نہیں کرسکتا: ترجمان جماعت احمدیہ

چناب نگر (ربوہ): جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان سلیم الدین صاحب نے ٹنڈو الہ یار میں قرآن پاک کی بے حرمتی کا جھوٹا اور شرانگیز الزام لگا کر انتہاپسند عناصر کی احمدیہ عبادت گاہ میں زبردستی گھس کر توڑ پھوڑ کرنے کی شدید مذمت کی ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ انتہائی شرانگیز اور بے بنیاد الزام ہے۔کوئی بھی احمدی قرآن پاک کی بے حرمتی کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ ہر احمدی کے لئے قرآن حکیم سب سے مقدس کتاب ہے جو پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ہمیں یہ سکھایا گیا ہے کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔انہوں نے بتایا کہ گذشتہ روز شرپسند عناصر نے احمدیہ عبادت گاہ پر پتھراؤ کیا جس پر طاہر احمد خالد نے ان کو اس کام سے منع کیا تو یہ لوگ منظّم ہوکر احمدیہ عبادت گاہ پر حملہ آور ہو گئے اور زبردستی دروازہ توڑ دیا اور طاہر احمد خالد کو تشدد کا نشانہ بنایا۔پولیس نے موقع پر پہنچ کر انہیں حفاظتی تحویل میں لے لیا۔جس پر شرپسند عناصر نے پولیس پر بھی پتھراؤ کیا۔بعد ازاں پولیس نے مذہبی انتہا پسندوں کے دباؤ میں آ کر طاہر احمد خالد کے خلاف توہینِ قرآن کے بے بنیاد الزام کے تحت جھوٹا مقدمہ درج کرلیا۔

جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان سلیم الدین صاحب نے اس واقعہ پر اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ واقعہ انتہائی افسوسناک ہے اور دن بدن انتہاپسند عناصر کی پاکستانی سماج پر مضبوط ہوئی گرفت کا آئینہ دار ہے۔انہوں نے کہا کہ پاکستان میں بالعموم اور سندھ میں بالخصوص ایسے واقعات بڑھتے جارہے ہیں جن میں مذہبی انتہا پسند عناصر دیگر مسالک کی عبادت گاہوں کو ایک منصوبہ بندی کے ساتھ نشانہ بنا رہے ہیں انہوں نے اس ضمن میں لاڑکانہ میں ہندوؤں کے مندر کی توڑ پھوڑ کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ اب پاکستان میں انتہا پسند عناصر کے ہاتھوں نہ تو مسلمان محفوظ ہیں اور نہ ہی غیر مسلم۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس واقعہ کی منصفانہ تفتیش کی جائے اور ذمہ داران کو کڑی سزا دی جائے۔انہوں نے مزید کہا کہ طاہر احمد خالد کے خلاف بے بنیاد مقدمہ کو خارج کیا جائے اور انہیں فوری رہا کیا جائے۔“

مذہب: ایذاءرسانی کا بہانہ

حویلی لکھا،ضلع اوکاڑہ؛ مؤرخہ 14/مارچ2014ء: محمد یار اور ان کے داماد میاں وحید الحسن کے خلاف مؤرخہ 14/ مارچ2014ء کو اینٹی احمدیہ کلاز تعزیراتِ پاکستان دفعہ 298-C کے تحت تھانہ حویلی لکھا میں مقدمہ درج کرلیا گیا۔اس ایف آئی آر کا نمبر 224 ہے۔محمد یار یہاں کی لوکل جماعت احمدیہ کے صدر ہیں۔

محمد یار کا خاندان جن میں احمدی اور غیر احمدی دونوں شامل ہیں اس گاؤں میں سیاسی لحاظ سے اثر ورسوخ رکھتا ہے۔ان کے سیاسی تعلقات بعض بڑی سیاسی پارٹیوں کے ساتھ بتائے جاتے ہیں۔کچھ لوگوں کو یہ بات بھاتی نہیں۔

سیاسی نوعیت کے کسی تنازعہ نے جب طول پکڑا تو پولیس کو دخل اندازی کرنا پڑی۔مخالف پارٹی نے محمد یار کی برادری کے ان افراد کے خلاف جو اس تنازعہ میں شامل تھے مختلف دفعات کے تحت مقدمہ درج کروادیا۔جبکہ خالصتاً اس سیاسی نوعت کے معاملہ میں ’سہولت‘ کے پیش نظر احمدیوں کے خلاف اینٹی احمدیہ کلاز کے تحت مقدمہ بھی درج کردیا گیا۔

اس سے قبل محمد یار کے خلاف 2006ء میں دفعہ 298-C کے تحت مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔بعد ازاں وہ اس مقدمہ سے بری قرار دیے گئے تھے۔

مزید برآں پولیس نے انس احمد، افضل الیاس بگی، غلام علی اور تین نامعلوم افراد کے خلاف ایف آئی آر نمبر 228 زیرتعزیراتِ پاکستان دفعہ نمبر 7ATA، دفعہ 324، 348 اور 149 درج کرلی۔انس احمد محمد یار کے بیٹے ہیں۔

منصف کی غیر منصفانہ کارروائی

لاہور؛ مؤرخہ 14/ مارچ 2014ء: اپریل 2013ء میں جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے گلشنِ راوی میں واقعہ احمدیوں کے نماز سنٹر پر دھاوا بول دیا تھا۔ اور معمول کے مطابق پولیس نے اس موقعہ پر 8/احمدیوں کے خلاف انسدادِ دہشت گردی ایکٹ کی دفعہ 11W اور تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295-B کے تحت مقدمہ درج کر دیا تھا۔ یہ تمام افراد مئی 2013ء میں ضمانت پر رہا ہوگئے تھے لیکن مقدمہ کی کارروائی جاری رہی۔اس وقت سے اب تک اس معاملہ میں خاموشی رہی۔اب جبکہ ان احمدیوں کو 14/ مارچ کے دن انسدادِ دہشت گردی کی عدالت نمبر 3 سے سمن موصول ہوئے ہیں تو اس خط سے معلوم ہوا ہے کہ اس مقدمہ میں تعزیراتِ پاکستان دفعہ 295-C کا بھی اضافہ کردیا گیا ہے جس کی سزا موت بھی ہوسکتی ہے۔تمام ملزمان کو 19/ مارچ کے دن جسٹس ہارون لطیف خان کی عدالت میں پیش ہونے کا حکمنامہ موصول ہوا ہے۔

احمدیوں کی قبروں کی بے حرمتی

چک نمبر 96 گ ب؛ فیصل آباد؛ مؤرخہ 13/ مارچ2014ء: جماعتِ احمدیہ کے مرکزی دفتر ’نظارت امور عامہ‘ نے درج ذیل پریس ریلیز جاری کی۔

”پریس ریلیز

فیصل آباد کے گاؤں 96 گ ب تحصیل جڑانوالہ میں پولیس نے احمدیوں کی قبروں کے کتبوں سے کلمہ طیبہ شہید کردیا واقعہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور شرف انسانیت کے خلاف ہے۔مذمت کرتے ہیں: ترجمان جماعت احمدیہ

چناب نگر (ربوہ): (پ ر) جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان سلیم الدین صاحب نے پولیس کی جانب سے فیصل آباد کے گاؤں 96 گ ب تحصیل جڑانوالہ میں احمدیوں کی قبروں کے کتبوں سے کلمہ طیبہ شہید کرنے کو انتہائی قابل افسوس قرار دیتے ہوئے شدید مذمت کی ہے۔تفصیلات کے مطابق 96 گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں ایک معاند احمدیت نے پولیس کو درخواست دی تھی کہ گاؤں کے قبرستان میں احمدیوں کی قبروں کے کتبوں پر ایسے کلمات لکھے ہیں جن سے اس کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔اس پر مقامی پولیس نے جماعت احمدیہ کے نمائندوں کو تھانے بلا کر ان کتبوں پر تحریر کلمہ طیبہ خود مٹانے کے لئے دباؤ ڈالا تھا جس پر احمدیوں نے موقف اختیار کیا کہ ہم کسی صورت کلمہ طیبہ کو خود نہیں مٹائیں گے اور نہ کسی اور کو یہ مکروہ کام کرنے کی اجازت دیں گے۔احمدی تو کلمہ طیبہ لکھنے والے ہیں ہم ہرگز کلمہ نہیں مٹائیں گے۔ احمدیوں کے اس موقف کے بعد 9 مارچ کو پولیس کے چند اہلکاروں نے قبرستان میں داخل ہوئے اور انہوں نے 7 قبروں سے کلمہ طیبہ شہید کردیا۔

جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان سلیم الدین صاحب نے اس افسوسناک واقعہ پر اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ واقعہ انتہائی انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور شرف انسانیت کے خلاف ہے۔انہوں نے کہا کہ دکھ کی بات تو یہ ہے کہ سرکاری انتظامیہ جس کا کام معاشرے میں امن قائم کرنا اور تمام افراد سے یکساں سلوک کرنا ہے وہ مکمل طور پر اس وقت جماعت احمدیہ کے معاندین کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے۔ جو کہ سراسر غیر قانونی اور غیر اخلاقی حرکت ہے۔ انہوں نے اس ضمن میں سپریم کورٹ کے 4 نومبر 1992 کے حکم کا حوالہ دیا جس کے مطابق احمدی بسم اللہ اور اس جیسے دیگر کلمات استعمال کرنے کا قانونی حق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ ان کی زندگیوں میں تو امتیازی سلوک مسلسل جاری ہے لیکن دنیا سے گزر جانے کے بعد بھی اس ظالمانہ سلوک کو جاری رکھنے والے یہ عناصر مت بھولیں کہ انہیں ایک دن خدا کی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔“

احمدی کے اغوا کی کوشش

کراچی؛ مؤرخہ 7 مارچ2014ء: شفیق احمد خان کو جو کہ لوکل احمدیہ جماعت کے ایک عہدیدار ہیں اغوا کرنے کی کوشش کی گئی جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہوگئے۔

شفیق احمد بِن قاسم کے علاقہ میں واقع اپنے دفتر ’فوجی فرٹیلائزرز‘ جا رہے تھے کہ راستے میں نامعلوم مسلح افراد نے ان کی گاڑی روک کر انہیں اپنی گاڑی میں بیٹھنے پر مجبور کیا۔اس کے بعد شفیق احمد کی گاڑی ایک اغوا کار چلانے لگا۔شفیق احمد کے دفتر میں کام کرنے والا ایک ساتھی آگے آگے گاڑی میں جا رہا تھا۔اس نے اس تمام واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے پولیس اور اپنی کمپنی کے حفاظتی گارڈ کو فوری اطلاع کردی۔

پولیس نے تمام علاقہ کی ناکہ بندی کردی۔شفیق احمد کو اس کے بعد ایک اور گاڑی میں منتقل کردیا۔اغوا کار سپرہائی وے پر جا رہے تھے کہ پولیس نے انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ رُکے۔اس پر پولیس نے گاڑی پر فائرنگ کی۔ان میں سے دو گولیاں شفیق احمد کو بھی لگیں جن میں سے ایک ان کے بازو پر جبکہ دوسری ان کے پیٹ کے حصہ میں لگی۔ان زخموں سے خون تیزی سے بہنے لگا۔ اس پر اغوا کار انہیں گاڑی سے نیچے پھینک کر راہِ فرار اختیار کرگئے۔

شفیق احمد کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کردیا گیا جہاں فوری طور پر ان کا آپریشن کیا گیا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی جان بچ گئی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ رپورٹ: جلسہ سالانہ کانگو کنشاسا

از صفحہ نمبر 9

میڈیا کوریج:

جلسہ کی کارروائی نیشنل TV RTNC 2 کے علاوہ RAGA TV، HORIZON 33، RTVS 1 پر نشر کی گئی،اس کے علاوہ کونگو کے دو اہم اخبارات Le Potentiel اور L'Avenir کے نصف صفحہ پر جلسہ کی خوبصورت تصاویر کے ساتھ ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے۔اس کے علاوہ مقامی اخبار Le Grand Temoin میں بھی جلسے کی خبریں شائع ہوئیں ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک ملین افراد تک جماعت کا خوبصورت پیغام پہنچا۔

نمائش کتب:

جلسہ کے موقع پر جماعتی کتب ولٹریچر کی نمائش لگائی گئی تھی۔اس نمائش میں قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم رکھے گئے تھے،اس کے علاوہ فرنچ لٹریچر بھی رکھا گیا تھا۔تمام مہمانوں میں ”جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف“ اور ”اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح“ کے پمفلٹس لنگالا اور فرنچ زبان میں تقسیم کئے گئے۔اسی طرح بعض معززین کو World Crisis and the Pathway to Peace تحفۃً پیش کی گئی۔نیز دس شرائط بیعت،دوران سال جماعتوں کو ارسال کردہ سرکلرز، پمفلٹ بابت ”اسلام میں شادی اور رسالہ الوصیت مع وصیت فارم شاملینِ جلسہ میں تقسیم کیے گئے۔

حاضری جلسہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال 21 جماعتوں کی نمائندگی ہوئی۔ جلسہ کی کل حاضری 621 افراد رہی۔ الحمدللہ علی ذالک۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جلسہ کے شاملین کو اس جلسہ کے اغراض ومقاصد پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور شاملین جلسہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔آمین۔

☆.....☆.....☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

اطاعت خلافت کے نمونے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 8 دسمبر 2010ء میں مکرم نصیر احمد انجم صاحب کا ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے جس میں اطاعتِ خلافت کے حوالہ سے احمدیوں کی بعض قابل تقلید مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

☆ خلفاء کرام کا اپنا نمونہ تو یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا: ’’وہ ہر امر میں میری اس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض حرکتِ قلب کی پیروی کرتی ہے‘‘۔

چنانچہ جب ایک مریضہ کو دیکھنے کے لئے حضور علیہ السلام کی اجازت سے آپؓ ایک قریبی گاؤں میں تشریف لے جانے لگے تو حضورؑ نے فرمایا کہ امید ہے آپ آج ہی واپس آجائیں گے۔ لیکن وہاں پہنچے تو موسم شدید خراب تھا۔ گھر والوں نے اصرار کیا کہ صبح تک انتظار فرمالیں تا کہ کسی یکّہ کا انتظام کردیا جائے۔ لیکن آپؓ نے اپنے آقاؑ کے الفاظ کو مقدّم رکھتے ہوئے طوفانی رات کی پرواہ کئے بغیر پاپیادہ واپسی کا سفر اختیار کیا اور فجر سے پہلے قادیان پہنچ گئے۔ فجر کی نماز پر حضورؑ نے آپؓ کے بارہ میں دریافت فرمایا تو آپؓ نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ مَیں واپس پہنچ گیا تھا لیکن پُرخطر راستہ کی کسی تکلیف کا ذکر تک نہیں کیا۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اطاعت خلافت کا سرٹیفکیٹ تو خود حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بایں الفاظ عطا فرمایا تھا: میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے...... میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار ہے کہ تم (میں سے) ایک بھی نہیں۔‘‘

☆ حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ جو ادب اور احترام اور جو اطاعت اور فرمانبرداری آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی کرتے تھے اس کا نمونہ کسی اَور شخص میں نہیں پایا جاتا تھا۔ ادب کا یہ حال تھا کہ جب آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خدمت میں جاتے تو دوزانو ہوکر بیٹھ جاتے اور جتنا وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے اسی طرح دوزانو ہی بیٹھے رہتے۔ مَیں نے یہ بات کسی اَور صاحب میں نہیں دیکھی۔ اسی طرح آپ ہر امر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پوری پوری فرمانبرداری کرتے۔

☆ حضرت حکیم اللہ بخش صاحبؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ شکار کے لئے بیٹ آئے۔ لوگوں نے درخواست کی کہ ایک رات ہمارے پاس ٹھہریں مگر آپؓ نے جواب دیا کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح سے ایک ہی دن کی اجازت لے کر آیا ہوں پھر کبھی آؤں گا تو رات ٹھہرنے کی اجازت لے کر آؤں گا۔ لہٰذا پھر جب آئے تو اپنا وعدہ پورا کیا۔ اس بات سے ہم نے خلیفہ کی اطاعت کا سبق سیکھا۔

☆ 1929ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جلسہ گاہ حضرت مصلح موعودؓ کی افتتاحی تقریر کے وقت ہی چھوٹی پڑ گئی اور حضورؓ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ جلسہ گاہ وسیع کیوں نہ بنائی گئی۔ اس پر حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو خیال آیا کیوں نہ ہم آج رات ہی بھرپور وقارعمل کرکے پرانی جلسہ گاہ کی سیڑھیاں جن پر گیلیاں رکھی جاتی تھیں گرا کر نئی جگہ وسیع جلسہ گاہ بنا دیں تاکہ خلیفہ وقت کی خواہش پوری کرسکیں۔ چنانچہ سابقہ تعمیر شدہ جلسہ گاہ ہٹا دی گئی۔ مستری آگئے۔ اینٹ اور گارا مستریوں کو دینا اور شہتیریاں رکھنا طلباء کی ڈیوٹی تھی۔ حضرت خلیفہ ثالثؒ ایک جفاکش مزدور کی مانند تمام رات کام کرتے رہے۔ اور ساتھ ہی ساتھیوں کا حوصلہ بڑھانا۔ سردیوں کی سرد اور لمبی رات۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ خود فرماتے ہیں کہ: ’’مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جس وقت جلسہ گاہ بڑی بنائی جاچکی تھی بس آخری شہتیری رکھی جارہی تھی تو ہمارے کانوں میں صبح کی اذان کے پہلے اللہ اکبر کی آواز آئی۔ ......جب حضرت مصلح موعود تشریف لائے تو آپ جلسہ گاہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔‘‘

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خلیفۂ وقت کی اطاعت اس واقعہ سے ظاہر ہے جس میں حضورؒ خود فرماتے ہیں کہ جن دنوں بنگلہ دیش (اس وقت مشرقی پاکستان) میں بہت ہنگامے ہورہے تھے، مَیں کراچی میں تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک کام میرے سپرد کیا اور حکم دیا کہ فوری طور پر چلے جاؤ۔ مَیں نے پتہ کروایا تو ساری سیٹیں بک تھیں......متعلقہ لوگوں نے کہا کہ بیس مسافر چانس پر ہیں اس لئے آپ کے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مَیں نے کہا اور کوئی جائے نہ جائے میں ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ مَیں ایئرپورٹ چلا گیا۔ کچھ دیر بعد اعلان ہوا کہ جہاز چل پڑا ہے اس پر سب لوگ چلے گئے۔ مَیں وہاں کھڑا رہا۔ مجھے یقین تھا کہ ہو ہی نہیں سکتا کہ مَیں نہ جاؤں۔ اچانک ڈیسک سے آواز آئی ایک مسافر کی جگہ رہ گئی ہے، کوئی ہے جس کے پاس ٹکٹ ہو؟ مَیں نے کہا میرے پاس ہے۔ انہوں نے کہا دوڑو، جہاز ایک مسافر کا انتظار کررہا ہے۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلیفۂ وقت کی اطاعت کے بارہ میں آپ کی حرم محترم بیان فرماتی ہیں کہ آپ ہر معاملے میں حضورؒ کے ہر حکم کی پوری تعمیل کرتے۔ اُنیس بیس کا فرق بھی نہ ہونے دیتے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیمار ہوئے تو آپؒ نے منع فرمایا تھا کہ کسی کے آنے کی ضرورت نہیں لیکن طبیعت کمزور تھی اور فکرمندی والی حالت تھی۔ میاں سیفی نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو فون پر صورتِ حال بتا کر کہا کہ اگر آپ آجائیں تو اچھا ہے۔ چنانچہ آپ لندن تشریف لے آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کے لئے گئے تو حضورؒ نے دریافت فرمایا کہ کیسے آئے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ آپ کی طبیعت کی وجہ سے جماعت فکرمند ہے اس لئے پوچھنے کے لئے آیا ہوں۔ حضورؒ نے فرمایا کہ حالات ایسے ہیں کہ فوراً واپس چلے جاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ بہت بہتر۔ اور پھر جو پہلی فلائٹ آپ کو ملی اس پر واپس لوٹ گئے۔ بعد میں حضورؒ نے میاں سیفی سے پوچھا کہ اس میں تو اتنی اطاعت ہے کہ یہ میرے کہے بغیر آ ہی نہیں سکتا یہ آیا کیسے؟ تب میاں سیفی نے حضورؒ کو بتایا کہ ان کو تو میں نے فون پر آنے کو کہا تھا اس لئے آئے ہیں۔ اس پر حضور کو اطمینان ہوا کہ ان کی توقعات کے مطابق ان کے مجاہد بیٹے کی اطاعت اعلیٰ ترین معیار پر ہی تھی۔

☆ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ رقمطراز ہیں کہ حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت (اماں جانؓ) نے مجھے کہا کہ خداتعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے میں چاہتی ہوں کہ آپ کا کوئی کام کروں۔ حضورؓ نے ایک طالب علم کی پھٹی پرانی رضائی مرمت کے لئے بھیج دی۔ حضرت (اماں جان) نے نہایت خوشدلی سے اس رضائی کی مرمت اپنے ہاتھ سے کی اور اسے درست کرکے واپس بھیج دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس خانوادہ کا ہر فرد اطاعتِ خلافت میں دوسروں پر سبقت رکھتا تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: ’’مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود، بشیر، شریف، نواب ناصر، نواب محمد علی خان کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا۔ میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ مَیں ایک امرواقعہ کا اعلان کرتا ہوں۔ ان کو خدا کی رضا کیلئے محبت ہے‘‘۔

☆ حضرت ابوعبداللہ کھیوہ باجوہؓ سیالکوٹی نے ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ کوئی نصیحت فرمائیں۔ حضورؓ نے فرمایا: مولوی صاحب (مَیں) نہیں سمجھتا کہ کوئی چیز کرنے کی ہو اور آپ کرنہ چکے ہوں۔ اب تو حفظ قرآن ہی باقی ہے۔ چنانچہ تقریباً 65 سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا اور باوجود اتنی عمر ہونے کے حافظ قرآن ہوگئے۔

☆ 1923ء میں مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک شدھی نے زور پکڑا تو حضرت مصلح موعودؓ نے بے قرار ہوکر 9 مارچ کے خطبہ جمعہ میں احمدیوں کو اپنے خرچ پر ان علاقوں میں جاکر تبلیغ کرنے کی تحریک فرمائی۔ اس تحریک پر جماعت نے والہانہ لبیک کہا۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ، سرکاری ملازمین، اساتذہ، تجار غرضیکہ ہر طبقے سے فدائی ان علاقوں میں تبلیغ کرتے رہے اور ان کی مساعی کے نتیجہ میں ہزاروں روحیں ایک بار پھر خدائے واحد کا کلمہ پڑھنے لگیں۔

اس تحریک کے اعلان سے اگلے روز ایک معمر بزرگ قاری نعیم الدین صاحب بنگالی نے حضورؓ کی مجلس میں اجازت لے کر عرض کیا کہ گو میرے بیٹوں مولوی ظل الرحمٰن اور مطیع الرحمٰن متعلم بی اے نے مجھ سے کہا نہیں، مگر مَیں نے اندازہ کیا ہے کہ حضورؓ نے جو راجپوتانہ میں جن حالات میں رہنے کی شرائط پیش کی ہیں۔ شاید اُن کے دل میں ہو کہ اگر وہ حضور کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کریں گے تو اُن کے بوڑھے باپ کو تکلیف ہوگی۔ لیکن مَیں حضور کے سامنے خداتعالیٰ کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ مجھے ان کے جانے اور تکالیف اٹھانے میں ذرہ بھی غم یا رنج نہیں۔ مَیں صاف صاف کہتا ہوں کہ اگر یہ دونوں خدا کی راہ میں کام کرتے ہوئے مارے بھی جائیں تو اس پر مَیں ایک بھی آنسو نہیں گراؤں گا بلکہ خداتعالیٰ کا شکریہ ادا کروں گا۔ پھر یہی دونوں نہیں، میرا تیسرا بیٹا محبوب الرحمٰن بھی اگر خدمت دین کرتا ہوا مارا جائے اور اگر میرے دس بیٹے اَور ہوں اور وہ بھی مارے جائیں تو بھی مَیں کوئی غم نہیں کروں گا۔

اُنہی دنوں میں ایک احمدی خاتون نے حضرت مصلح موعودؓ کو لکھا کہ حضور! مَیں صرف قرآن مجید جانتی ہوں اور تھوڑا سا اردو۔ مجھے ابھی اگر حکم ہو تو فوراً تیار ہوجاؤں۔ بالکل دیر نہ کروں گی۔ خدا کی قسم اٹھا کر کہتی ہوں ہر تکلیف اٹھانے کو تیار ہوں۔

ایک غریب عورت جس کا گزارا جماعتی وظیفہ پر تھا حضور کے سامنے حاضر ہوکر یوں گویا ہوئی: دیکھیں یہ سر کا جو دوپٹہ ہے یہ بھی جماعت کا ہے، یہ میرے کپڑے بھی جماعت کے وظیفے کے بنے ہوئے ہیں۔ میری جوتی بھی جماعت کی دی ہوئی ہے۔ کچھ بھی میرا نہیں، میں کیا پیش کرتی؟ حضور! صرف دو روپے ہیں جو جماعت کے وظیفے سے ہی مَیں نے اپنی کسی ضرورت کیلئے جمع کیے ہوئے تھے یہ پیش کرتی ہوں۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ نے 1944ء میں اشاعت دین کے لیے اپنی جائیدادیں وقف کرنے کی تحریک فرمائی تو جماعت نے حسب روایت والہانہ اطاعت کا مظاہرہ کیا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے 12 مارچ 1944ء کو فرمایا: ’’ہماری جماعت ایک چھوٹی سی جماعت ہے، ہماری جماعت ایک غریب جماعت ہے مگر جمعہ کے دن دو بجے میں نے یہ اعلان کیا اور ابھی رات کے دس نہیں بجے تھے کہ چالیس لاکھ روپے سے زیادہ کی جائیدادیں انہوں نے میری آواز پر خدمت دین کے لیے وقف کردیں جن میں پانچ سو سے زائد مربع زمین ہے اور ایک سو سے زیادہ مکان ہیں اور لاکھوں روپیہ کے وعدے ہیں‘‘۔

☆ مکرم مہر مختار احمد آف باگڑ سرگانہ کا عرصۂ حیات 1974ء میں مخالفین نے تنگ کردیا تھا، آپ کے پُرجوش داعی اللہ ہونے کی وجہ سے برادری نے بھی سخت مخالفت کی اور مکمل بائیکاٹ کیا۔ آپ پہلے سے زیادہ اپنے ایمان میں پختہ ہوگئے اور مخالفین نے بھی اپنی معاندانہ کارروائیاں بڑھالیں۔ آپ نے بچوں کے حصول تعلیم اور پاکیزہ ماحول میں پرورش دینے کے لئے رقبہ فروخت کرکے ربوہ کے ماحول میں رقبہ ٹھیکہ پر

ماہنامہ ’’احمدیہ گزٹ‘‘ کینیڈا مئی 2010ء میں مکرم محمد ہادی صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

خلافت کے پرتَو میں بیٹھے یہاں
ستاروں سے آگے کا دیکھا جہاں
خلافت نبوت کے منہاج پر
خدا کی عنایات کا ہے نشاں
عقائد، معارف، حقائق ہوئے
وجودِ خلافت سے کھل کر بیاں
فیوضِ خلیفۂ خامس سے اب
فتوحات کا سلسلہ بے کراں
معطّر جبینِ نظر چار سُو
ہیں اعجازِ قدسی کے جلوے عیاں
اسی نُور سے جگ پہ روشن ہوا
وسیع تر مکانِ مسیح الزماں

لے کر فصل کاشت کرلی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات کرکے یہ بتایا کہ باگڑسرگانہ سے زمین فروخت کرکے ربوہ کے جوار میں ٹھیکہ لے کر فصل کاشت کرلی ہے تو حضور انور نے فرمایا کہ علاقے کو خالی نہیں چھوڑنا تھا۔ اس پر آپ نے فوراً تعمیل کی۔ پہلے مالکِ رقبہ سے ٹھیکے کی رقم واپس طلب کی۔ لیکن اُن کے انکار پر آپ کھڑی فصل اور ٹھیکہ کی رقم لئے بغیر واپس اپنے وطن باگڑسرگانہ آگئے اور کوشش کرکے اپنی فروخت شدہ زمین مہنگے داموں خرید کی اور حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کرلی ہے۔

☆ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ نے فقید المثال کامیابیاں حاصل کیں اور بام عروج تک پہنچے۔ کسی نے ایک مرتبہ آپؓ سے پوچھا کہ ان ترقیات اور کامیابیوں کا راز کیا ہے؟ آپؓ نے بے ساختہ جواب دیا: "Because through all my life I was obedient to Khilafat". یعنی میری کامیابیوں کی وجہ یہ ہے کہ میں تمام زندگی خلافت کا مکمل مطیع اور فرمانبردار رہا ہوں۔

☆ پاکستان کے ایک سابق وزیراعظم سرفیروز خان نون کے رشتہ دار ملک صاحب خان نون مخلص احمدی تھے۔ کسی سبب سے وہ اپنے دو بھائیوں یعنی سرفیروز خان اور میجر ملک سردار خان سے ناراض ہو گئے اور تعلقات منقطع کر لئے۔ سارے خاندان پر ملک صاحب خان کا رعب تھا۔ اس لئے ان سے تو کوئی بات نہ کرسکا۔ سرفیروز خان نون حضرت مصلح موعودؓ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری صلح کروائیں۔ حضورؓ نے ملک صاحب خان نون کو طلب کیا اور فرمایا ’’اتنی رنجش اور ناراضگی بہت نامناسب ہے آپ پہلے سرفیروز خان صاحب کے پاس جاکر معذرت کریں اور پھر اپنے چھوٹے بھائی میجر سردار خان صاحب سے معافی مانگیں اور پھر آج ہی مجھے رپورٹ دیں‘‘۔ ملک صاحب خان صاحب کہتے ہیں کہ حضورؓ کے اس حکم سے میرے دل میں انقباض پیدا ہوا کہ حضورؓ نے ناراضگی کی وجہ دریافت فرمائے بغیر ہی چھوٹے بھائیوں کے سامنے مجھے جھکنے کا حکم دے دیا۔ تاہم میری مجال نہ تھی کہ تعمیل ارشاد میں تاخیر کرتا۔ چنانچہ پہلے سرفیروز خان صاحب کی کوٹھی پر حاضر ہوا وہ بڑی محبت سے میری طرف لپکے اور زاروقطار روتے ہوئے کہنے لگے میں قربان جاؤں مرزا محمود پر جنہوں نے ہمارے خاندان پر یہ احسان عظیم کیا۔ جب مَیں نے ان سے معافی مانگی تو کہنے لگے کہ آپ میرے عزیز ترین بڑے بھائی ہیں آپ مجھے خدا کے لیے معاف کردیں...... پھر میں اُن سے بمشکل اجازت لے کر میجر صاحب کے ہاں پہنچا وہ بھی خوشی اور ممنونیت کے جذبات سے مغلوب تھے۔ اُن کے اصرار پر بھی وہاں نہ رُکا کیونکہ حضورؓ نے رپورٹ دینے کا حکم دے رکھا تھا چنانچہ سیدھا حضورؓ کے پاس پہنچا اور سارا ماجرا سنایا۔ حضورؓ بہت خوش ہوئے اور اپنے پاس بٹھا کر فرمایا: آپ کے لیے میرا یہ حکم دلپسند تو شاید نہ ہوا ہوگا کہ کسی قسم کی تحقیقات کے بغیر ہی آپ کو حکم دے دیا کہ جاؤ اپنے سے عمر میں چھوٹے بھائیوں سے معافی مانگو، وجہ یہ تھی کہ آپ نے میری بیعت کی ہوئی ہے۔ سرفیروز خان اور میجر سردار خان کے ساتھ تو میرے معاشرتی تعلقات ہی ہیں۔ وہ میرے حکم کے پابند تو نہیں مگر آپ پابند ہیں۔ پھر حدیث ہے کہ جو اپنے روٹھے ہوئے بھائی کو منانے میں پہل کرے گا وہ پانچ سو سال پہلے جنت میں جائے گا۔ یہ استعارہ کا کلام ہے مگر بہرحال اس حدیث کی رُو سے آپ ایک ہزار سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ پھر سوچ لیں کہ یہ کس قدر فائدہ اور منافع کا سودا ہوا۔

☆ مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے محلّہ میں ایک متمول اور مخلص خاندان رہتا ہے۔ مَیں نے انہیں ایک دن بے تکلفی میں یہ کہا کہ یہ جو آپ کے خاندان کو طرح طرح کی برکتیں اور نعمتیں میسر ہیں میرے خیال میں اس کے پیچھے مسجد کی تعمیر کا اجر شامل ہے۔ انہوں نے کہا اس بات میں تو کوئی شک نہیں لیکن ان فضلوں کے پیچھے ایک اَور بھی اہم بات ہے اور وہ خلیفۂ وقت کے حکم کی تابعداری اور نظام جماعت سے وابستگی کا حیرت انگیز نمونہ ہے۔ کہنے لگے خلافتِ ثالثہ کے ایام کی بات ہے کہ ہمارا اپنے رشتہ دار کے ساتھ مکان کا تنازعہ چل رہا تھا۔ جب معاملہ طول پکڑ گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ہمارے والد صاحب کو پیغام بھجوایا کہ مَیں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ یہ مکان فوراً خالی کردیں۔ چنانچہ آپ فوری طور پر مکان خالی کرکے بچوں اور سامان کو لے کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ بظاہر کوئی منزل نہ تھی۔ آپ کی نظر ایک ایسے ویران سے گھر پر پڑی جس کے دروازے چوپٹ کھلے تھے۔ چنانچہ آپ نے چاروناچار سامان وہاں رکھ دیا۔ اس مکان کی مالکن کو جب پتہ چلا تو اس نے آکر جھگڑنا شروع کردیا۔ میرے والد نے اسے ساری تفصیل بتائی اور کہا کہ یہ خالی مکان دیکھ کر یہاں تھوڑی دیر کے لئے رُکے ہیں، آپ فکر نہ کریں ہم آپ کو کرایہ دیا کریں گے اور جلد ہمارا کوئی بندوبست ہوجائے گا۔ اس پر اُس خاتون نے بخوشی مکان دینے پر آمادگی ظاہر کردی۔ چند ماہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خصوصی شفقت سے دارالعلوم غربی میں پلاٹ الاٹ ہوگیا۔ تو درحقیقت ان ساری نعماء اور خوشحالی کے پیچھے امام وقت کے حکم کی اطاعت کی برکتیں ہیں۔ جس دن بظاہر ہم نے کسمپرسی کی حالت میں مکان کو خیرآباد کہا تھا دراصل وہی دن ہماری خوش بختی اور ترقی کا زینہ بن گیا تھا۔

☆ جب انتخاب خلافت خامسہ لندن میں ہوا تو انتخاب کے فوراً بعد وہاں موجود ہزاروں احمدیوں نے اطاعت خلافت کا ایک غیرمعمولی نمونہ دکھایا جس کو ایم ٹی اے کے ذریعہ پوری دنیا میں دیکھا گیا۔ یہ نظارہ بہت ہی ایمان افروز تھا۔

☆ اپنے امام کے اشارے پر اٹھنا اور اشارے پر بیٹھنا ہمیشہ سے احمدیوں کا طرۂ امتیاز رہا ہے جس کا اقرار ہمارے دشمن بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود کے عہد سعادت میں شدید معاند احمدیت مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر اخبار زمیندار نے لکھا: اے احرار یو! کان کھول کر سن لو، تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کرسکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔

☆ چنانچہ اپنی اس فرمانبردار جماعت پر بجا طور پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے 12 مارچ 1944ء کو ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ’’خدا نے کیسے کام کرنے والے وجود مجھے دیئے ہیں۔ خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مَیں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں۔ مَیں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرادیں۔ مَیں انہیں جلتے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے ہوئے تنوروں میں کود کر دکھا دیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی، اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو میں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سو آدمی کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہوجانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مرجاتا‘‘۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی شفقتوں کے بیان میں مکرم میجر (ر) منیر احمد فرخ صاحب کا ایک مضمون روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 10 و 15 دسمبر 2010ء میں شائع ہوا ہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ میٹرک کے بعد ٹی آئی کالج ربوہ میں داخلہ ملا اور حضرت پرنسپل صاحب کو پہلی نظر دیکھا تو یہ احساس دل میں گھر کر گیا کہ یہ وجود بھی اُن نوروں میں سے ایک ہے جو خداتعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہیں۔ انتہائی مقدس چہرہ۔ گفتگو میں ٹھہراؤ کہ ہر بات واضح ہوجائے اور سننے والے کو کوئی ابہام نہ رہے۔ ملنے والوں کی صلاحیت کو پہچان کر اسی لہجے میں ان سے گفتگو کرتے۔ جس قسم کا موضوع ہوتا اسی طرز پر اس کو بیان کرتے۔ انتہائی رعب دار شخصیت جس میں شفقت اور انسیت جھلکتی تھی۔ اپنے ہمعصروں میں خواہ وہ جماعتی عہدیدار ہوں یا دیگر تعلیمی اداروں کے سربراہ یا قومی اور بین الاقوامی شخصیات، آپ ان میں نمایاں نظر آتے۔ صرف دیکھنے ہی میں نہیں گفتگو میں بھی۔ میری غریبانہ رائے کی کیا وقعت پر یہی دیکھا گیا کہ آپ کو اپنے تئیں نمایاں کرنے کی ضرورت کبھی پیش نہ آئی۔ آپ کا بابرکت وجود اور پُرحکمت گفتگو لوگوں کو مجبور کرتی کہ وہ آپکی اس حیثیت کو اپنے اوپر وارد کریں۔

آپ نے کالج کو تراش کر ایسے گہوارۂ علم کی بنیاد رکھی جس کے معمار بھی آپ تھے، زیب و زینت کی ہنرمندی بھی آپ ہی کے نام لکھی گئی اور ضابطۂ اخلاق کے راستے ہموار کرکے اس کے دروازے ہر خاص و عام کے لئے کھول دیئے۔ یہ جہان دانش خطے کی مثالی درسگاہ بن گئی جہاں طبقاتی تقسیم کو ختم کرنے کے لئے آپ نے طلباء کے لئے ایک ایسا لباس متعارف کرایا جو کم قیمت تو تھا ہی مگر تعلیمی اور مذہبی اقدار کی نمائندگی بھی کرتا تھا۔ اساتذہ کا مقام روحانی باپ کا سا تھا کہ یہ جنس گراں مایہ یہاں اسی ترازو میں تلتی تھی۔ جب کبھی اپنے کالج کو ملک کے دوسرے تعلیمی اداروں کے روبرو کیا تو ہمیشہ ایک ہی جواب سامنے آیا کہ کسی کے پاس ایسا پرنسپل ہو تو سامنے لائے۔

آپؒ کی رہائش کالج کی چاردیواری کے اندر واقع تھی۔ جونہی آپ کا قدم مبارک رہائشگاہ سے باہر نکلتا طلباء آپ کی محبت واحترام میں اپنے آپ کو یوں چھپا لیتے جیسے چھوٹے بچے توجہ چاہنے کے لئے اپنے والدین کی آمد پر گھر کے کونوں میں چھپ جاتے ہیں۔ طلباء کی ان اداؤں سے آپ بخوبی واقف تھے کہ وہ کہاں کہاں آپ کے منتظر ہوں گے۔ ان سے ملنے کے لئے ان جگہوں پر جاتے۔ آپ کو اپنے درمیان پاکر لڑکے خوشی سے کھل اٹھتے اور ہر ایک کی خواہش ہوتی کہ وہ آپؒ سے بات کرنے کا شرف حاصل کرے۔

☆ ایک صبح مَیں لائبریری کے کونہ میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ محوگفتگو تھا کہ حضرت پرنسپل صاحب وہاں سے ہمیں دیکھ کر خاموشی سے گزر گئے۔ مگر دفتر پہنچ کر اس عاجز کو بلایا۔ مَیں حاضر ہوا۔ سلام عرض کیا تو جواب کے بعد فرمایا کیا باتیں ہورہی تھیں؟ جواب میں میری گزارش کو آپ نے سچ گردانا اور فرمایا کہ آجکل پنجاب کے کالجوں میں ہڑتال اور کلاسوں کے بائیکاٹ کی وبا پھیلی ہوئی ہے مگر ہماری تعلیم اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ایسے کسی کام میں حصہ لیں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ ہمارے کالج میں اشارۃً بھی کسی ایسے عمل کا ذکر تک نہ ہو۔ اگر تمہارے علم میں ایسی کوئی اطلاع آئے تو فوراً مجھے خبر کرنا۔

☆ کشتی رانی ہمارے کالج کا مقبول ترین کھیل تھا۔ آپؒ کی خصوصی توجہ اسے حاصل تھی۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کالج میں دوسری کھیلیں قابل توجہ نہ تھیں۔ آپؒ کو یقین تھا اور کئی مرتبہ اس کا برملا اظہار بھی کیا کہ کھیلیں صحت مند جسم کے لئے ازبس ضروری ہیں کیونکہ ایک اچھا دماغ صحت مند جسم کے بغیر نشوونما نہیں پاسکتا۔ نومبر دسمبر کی سخت سردی میں کشتی رانی کی مشقیں سحری سے پہلے شروع ہوتیں پھر عصر کے بعد دوبارہ یہ مشقّت طلب ورزش کی جاتی۔ آپ پوری طرح آگاہ تھے کہ ایسی جانفشانی اضافی خوراک کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے آپ کی ذاتی نگرانی میں انواع و اقسام کی نعمتیں ہمیں ملتیں۔ یہ عاجز کشتی رانی کی ٹیم کا کپتان بھی رہا۔ ایک سال ٹریننگ کے دوران یہ عاجز اچانک بیمار ہوگیا۔ آپؒ نے کمال شفقت سے محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو ٹیلیفون پر میری حالت سے آگاہ کیا اور پھر مجھے ہسپتال بھجا۔ جہاں علاج کی تمام سہولتیں میسر آگئیں اور یہ خداتعالیٰ کا فضل ہے کہ بہت جلد صحت یاب ہوکر واپس ٹیم میں شامل ہوگیا۔

لاہور میں چیمپئن شپ کے سالانہ مقابلے منعقد ہوتے۔ آپؒ ہمیشہ ہی اپنی ٹیم کا حوصلہ بڑھانے کے لئے لاہور آنا کبھی نہ بھولتے۔ پھر جیت کی خوشی میں تمام طلباء آپؒ کے گرد گھیرا ڈال کر چھٹی چھٹی کے نعرے مارتے۔ حدادب ہمیشہ ملحوظ رہتا۔ بالآخر ایک انگلی اٹھتی

بقیہ صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 29 جولائی 2010ء میں مکرم اطہر حفیظ فراز صاحب کی نظم ’’خلافت کا سائباں‘‘ شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

زمیں کی طلب نہ جہاں مانگتے ہیں
نہ شہرت، نہ شہر و مکاں مانگتے ہیں
حکومت کی خواہش نہ چاہت محل کی
نہ دنیا کے سود و زیاں مانگتے ہیں
گناہوں کی لُو سے تحفظ کی خاطر
خلافت کا اک سائباں مانگتے ہیں
خلافت ہے سایہ ہمارے سروں کا
کہاں ہیں جو ہم سے نشاں مانگتے ہیں
عطا کر انہیں بھی نگاہ بصیرت
یقین چھوڑ کر جو گماں مانگتے ہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
May 30, 2014 – June 5, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday May 30, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:30 Yassarnal Quran
01:00 Peace Conference 2007: Recorded on March 24, 2007.
01:35 Japanese Service
02:35 Tarjamatul Quran Class: Recorded on May 7, 1997.
03:55 Shotter Shondhane: A repeat of a live interactive discussion programme in Bengali.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
06:55 Huzoor's Tour of West Africa: A programme documenting Huzoor's tour of Ghana.
07:55 Siraiki Service
08:20 Rah-e-Huda
09:50 Indonesian Service
10:55 Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:35 Dars-e-Hadith
12:00 Live Friday Sermon
13:20 Seerat-un-Nabi
13:45 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:00 Yassarnal Quran
14:30 Live Shotter Shondhane
16:35 Friday Sermon [R]
17:45 Yassarnal Quran
18:05 World News
18:25 Huzoor's Tour of West Africa
19:25 Real Talk
20:20 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda

Saturday May 31, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45 Yassarnal Quran
01:05 Huzoor's Tour of West Africa
02:10 Friday Sermon: Recorded on May 30, 2014.
03:15 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:55 Shotter Shondhane: A repeat of a live interactive discussion programme in Bengali.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:40 Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:05 Ansarullah Ijtema UK: Recorded October 7, 2012.
08:30 International Jama'at News
09:00 Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values.
09:20 Question And Answer Session: Recorded on October 21, 1995.
10:10 Indonesian Service
11:10 Friday Sermon: Recorded on May 30, 2014.
12:25 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:35 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00 Live Shotter Shondane
16:15 Live Rah-e-Huda
18:00 World News
18:20 Ansarullah Ijtema UK [R]
19:35 Faith Matters: An informative and contemporary English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
20:35 International Jama'at News
21:05 Rah-e-Huda
22:40 Story Time
23:00 Friday Sermon [R]

Sunday June 1, 2014

00:15 World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:05 Al-Tarteel
01:30 Ansarullah Ijtema UK
02:50 Friday Sermon: Recorded on May 30, 2014.
03:55 Shotter Shondhane: A repeat of a live interactive discussion programme in Bengali.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on June 23, 2013.
08:00 Faith Matters: An informative and contemporary English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
09:05 Question And Answer Session: Recorded on November 18, 1995.
10:10 Indonesian Service
11:10 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on June 7, 2013.
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25 Yassarnal Quran
13:00 Friday Sermon: Recorded on May 30, 2014.
14:00 Live Shotter Shondhane
17:00 Kids Time
17:25 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:35 From Democracy To Extremism: An interactive discussion programme examining the violation of the fundamental rights of the Ahmadiyya Muslim Community in Pakistan in 1974.
20:40 Roots To Branches
21:00 Ahmadiyyat In Australia
21:45 Friday Sermon [R]
23:00 Question And Answer Session [R]

Monday June 2, 2014

00:05 World News
00:25 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:45 Yassarnal Quran
01:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:15 Roots To Branches
02:35 Friday Sermon: Recorded on May 30, 2014.
03:55 Shotter Shondhane: A repeat of a live interactive discussion programme in Bengali.
06:00 Tilawat & Dars
06:35 Al-Tarteel
07:00 Huzoor's Tour Of West Africa: A programme documenting Huzoor's tour of Ghana in April 2008.
07:30 Quiz Khilafat Jubilee
08:00 International Jamaat News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on June 15, 1998.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on March 14, 2014.
11:00 Malayalam Service
11:30 Science Kay Naey Ufaq
12:00 Tilawat & Dars
12:35 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 22, 2008.
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Malayalam Service
15:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Huzoor's Tour Of West Africa [R]
18:45 Quiz Khilafat Jubilee
19:30 Real Talk
20:30 Rah-e-Huda
22:05 Friday Sermon [R]
23:05 Malayalam Service
23:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood

Tuesday June 3, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars
01:00 Al-Tarteel
01:30 Huzoor's Tour Of West Africa
02:10 Science Kay Naey Ufaq
02:30 Kids Time
03:05 Friday Sermon: Recorded on August 22, 2008.
04:10 Quiz Khilafat Jubilee
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 130.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on June 23, 2013.
08:05 Aao Kahani Sunain
08:30 Australian Service
09:00 Question And Answer Session: Recorded on November 18, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on May 30, 2014.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service
15:30 Aao Kahani Sunain
16:00 Press Point: An interactive programme discussing news stories around the world relating to Islam.
17:15 Noor-e-Mustafwi
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on May 30, 2014.
20:35 Guftugu
21:00 From Democracy To Extremism: An interactive discussion programme examining the violation of the fundamental rights of the Ahmadiyya Muslim Community in Pakistan in 1974.
21:55 Maidane Amal Ki Kahani
22:35 Australian Service
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday June 4, 2014

00:05 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:20 Maidane Amal Ki Kahani
03:00 Press Point
04:00 Australian Service
04:30 Aao Kahani Sunain
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 131.
06:00 Tilawat & Dars
06:35 Al-Tarteel
07:00 Jalsa Salana Address Canada: Recorded on July 8, 2012.
08:10 Real Talk
09:10 Question And Answer Session: Recorded on October 21, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:05 Swahili Service
12:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 22, 2008.
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
15:50 Kids Time: A children's programme teaching various prayers, hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
16:30 Faith Matters
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana Address Canada [R]
19:30 Real Talk
20:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:05 Kids Time
22:00 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan

Thursday June 5, 2014

00:10 World News
00:30 Tilawat & Dars
01:05 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana Address Canada
02:40 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:15 Quranic Archeology
04:00 Faith Matters
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 132.
06:00 Tilawat & Dars-ul-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Huzoor's Tour Of West Africa: A programme documenting Huzoor's tour of Ghana.
08:05 From Democracy To Extremism
09:00 Tarjamatul Quran Class: Recorded on May 13, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:05 Pushto Muzakarah
12:00 Tilawat & Dars-ul-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Beacon Of Truth
14:05 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on May 30, 2014.
15:10 Hijrat: An Urdu discussion highlighting some of the problems faced by immigrants in the West.
15:45 Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme.
16:25 Tarjamatul Quran Class [R]
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:30 Faith Matters
20:30 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
21:00 Tarjamatul Quran Class [R]
22:00 From Democracy To Extremism
22:55 Beacon Of Truth

****Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).***

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 23 May, 2014 | Issue No. 21

جماعت احمدیہ کے 125ویں یوم تاسیس کے بابرکت موقع پر

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا عربی زبان میں ولولہ انگیز پیغام عرب دوستوں کے نام

☆ حضور آپ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کلام فرمانے کی مہک سب جگہ پھیل گئی۔ ☆ آپ نے گزرے زمانے کی یاد تازہ فرمادی اور ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عید والے دن مسجد اقصیٰ میں عربی زبان میں ارشاد فرمودہ خطبہ الہامیہ یاد آ گیا۔

☆ جب آپ ''سیدی و مطاع محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کے الفاظ ادا فرماتے تھے تو ان کا ہمارے دلوں پر غیر معمولی اثر ہوتا تھا۔

☆ ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی مخفی روح کے ذریعہ آسمان سے حضور انور کی تائید ہو رہی تھی اور حضور کی زبانی وہ روح بول رہی ہے۔

☆ جب آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عربوں کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا ہے تو میں نے کہا بالکل سچ ہے کہ عربوں کی اصلاح اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

☆ حضور کی زبان مبارک سے نکلنے والے الفاظ دلوں پر اس طرح گر رہے تھے جیسے شہد کے قطرے زبانوں پر گرتے ہیں۔

☆ حضور کے خطاب کی عظیم الشان تاثیر ظاہر ہوئی۔ اس نے ہر احمدی کے دل میں بلکہ ہر نیک فطرت شخص کے دل میں حضور انور کی محبت کو راسخ کر دیا۔

☆ حضور انور کا خطاب عربوں کے لئے ایک قیمتی تحفہ تھا جس نے ہر چھوٹے بڑے کے دل کو فرحتوں اور مسرتوں سے بھر دیا۔

☆ حضور انور کا یہ خطاب آپ کی قرآن کریم سے گہری وابستگی اور شدید محبت کا عکّاس ہے۔ ☆ آپ نے عربی زبان میں یہ خطاب فرما کر عربی زبان کی اور ہم عربوں کی عزت افزائی فرمائی ہے۔ ☆ آپ نے ہمارے سینے ٹھنڈے کر دیئے اور ہمارے سر فخر سے بلند کر دیئے۔

☆ اس خطاب نے ایک زلزلہ برپا کر دیا ہے۔ اے خدا بیشمار دلوں کو اس طرف مائل کر دے۔

☆ اس دن احمدی عربوں کے لئے دو عیدیں تھیں۔ ☆ ہم اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں تا اسلام کے غلبہ کا خدائی وعدہ پورا ہو سکے۔

☆ آج عربی امت عزتوں کے بعد ذلتوں کی اتھاہ گہرائیوں میں گری ہوئی ہے۔ اب حضور انور کے خطاب نے اس امت کو دوبارہ عزت کی امید دلائی ہے۔

☆ دعا ہے کہ یہ دن اور یہ خطاب ساری دنیا کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب ہو اور تمام لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

21، 22، 23 مارچ 2014ء کو قادیان دارالامان سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر خصوصی عربی پروگرام

''اِسۡمَعُوۡا صَوۡتَ السَّمَاءِ جَآءَ الۡمَسِیۡحُ جَآءَ الۡمَسِیۡحُ'' کی براہ راست نشریات

(رپورٹ: ابوھاشم)

عرب احباب کے تأثرات

(دوسری اور آخری قسط)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 28/ مارچ 2014ء میں فرمایا کہ

''قادیان سے عرب دنیا کے لئے تین دن پروگرام ہوتا رہا ہے اس نے تو دنیا میں، عرب دنیا میں تہلکہ مچا دیا''

چنانچہ اس پیغام کو سننے کے بعد عرب دوستوں نے بذریعہ ٹیلیفون، ای میل، فیکس و خطوط جس والہانہ انداز سے اپنے جذبات اور خیالات کا اظہار کیا ان میں سے چند ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

محترمہ مروی احمد شبوطی صاحبہ۔ لندن:

''حضور آپ کو یوم مسیح موعود اور اس تاریخی خطاب کی بہت بہت مبارک ہو، اللہ اللہ کیا ہی عظیم الشان اور زبردست مؤثر خطاب تھا، خطاب کا ہر ہر لفظ ہی مؤثر تھا خصوصاً اس وقت جب آپ اسے عربوں کے سامنے عربی میں بیان فرما رہے تھے پہاڑوں جیسی تاثیر تھی، اللہ آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ انشاء اللہ عظیم فتح قریب ہے۔

لبیک یا امیر المؤمنین! میں آپ سے عہد کرتی ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو پوری دنیا میں پھیلانے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو پوری دنیا میں ہر جھنڈے سے بلند تر لہرانے کے لئے مَیں اپنا تن من دھن اور اپنے بیٹے بیٹیاں جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے قربان کروں گی۔ اللہ کرے کہ یہ خطاب عرب بھائیوں کے دلوں پر اثر کرے اور عنقریب ہم کروڑوں احمدیوں کو فوج در فوج احمدیت میں داخل ہوتے دیکھیں۔''

مکرم مصطفیٰ صاحب۔ سعودیہ:

''سیدی! آپ کے خطاب کی حلاوت اور جوش کو ملاحظہ کر کے دل میں خشوع اور آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ یوم مسیح موعود کی مبارک قبول فرمائیں۔''

مکرم وسام صاحب۔ کویت:

''میری خوشی اور خوش بختی کی انتہا نہیں ہے اور میں اپنے جذبات کی ترجمانی کرنے سے قاصر ہوں۔ حضور انور کی زبان مبارک سے نکلنے والا ہر لفظ میرے کانوں کی بجائے سیدھا دل پر اتر رہا تھا اور دل کے تاروں کو ہلانے کے ساتھ ساتھ اسے ایک بے مثال جوش سے بھرتا اور چہرے پر بشاشت بکھیرتا جا رہا تھا۔ ایسے لگتا تھا کہ جیسے کسی خوبصورت چہرے نے نقاب ہٹا کر میرا دل موہ لیا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں